مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا عبد الجلیل چودھری
■ تبصرہ کتاب
■ بیسویں صدی میں آزاد ہندوستان......
■ تحفظ شریعت اور ہماری ذمہ داریاں
■ ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات
■ ووٹ دینا قومی اور ملی ذمہ داری

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 13 مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

واقعۂ معراج: سیرت کا اہم باب

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انسان کو اللہ رب العزت نے مٹی سے پیدا کیا، اسے نوری مخلوق فرشتوں پر فوقیت دیا، آتشیں مخلوق جنات بھی اس خاکی انسان کی عظمت کو نہیں پا سکے، اللہ رب العزت نے بنی آدم کو مکرم بنایا، باعزت و باعظمت بنایا، تخلیقی اعتبار سے اسے ساری مخلوقات میں ممتاز کیا اور اس کی تخلیق کو خود ہی اللہ نے احسن تقویم سے تعبیر کیا یعنی انسان کو اچھے سانچے میں ڈھالا، اس کے اندر ظاہری اور باطنی ایسی ایسی خوبیاں جمع کر دیں، جس کی وجہ سے وہ فرشتوں سے سبقت لے گیا اور مسجود ملائک قرار پایا۔

ماہ و سال گذرتے گئے، انبیاء و رسل آتے رہے، جاتے رہے، مدت ختم ہوتی رہی، لوگ گم گشتہ راہ ہوتے رہے، انسانیت سسکتی رہی، ظلم و ستم نے اپنے دست و باز و پھیلائے، کعبۃ اللہ بتوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا، عورتوں کی عزت سر بازار نیلام ہونے لگی، اور لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی رہیں، کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جسے شیاطین نے انسان تک نہ پہونچا دیا ہو اور لوگ اس میں مبتلا نہ ہوئے ہوں، ایسے میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم پھر سے لے جانے کے لئے آقا و مولا فخر موجودات، سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے لوگوں میں اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا، اپنے بھی بےگانے ہو گئے اور بیگانوں کی بیگانگی نے ساری سرحدیں توڑ دیں، نت نئے اور نوع بنوع مظالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء پر توڑے گئے، جسم اطہر پر اوجھڑی ڈالی گئی، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا، ان مصائب و آلام اور آزمائش کے ساتھ دعوت کا کام جاری رہا، آپ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے طائف گئے، وہاں کے اوباشوں نے آپ پر پتھر کی بارش کر دی، پائے مبارک لہولہان ہو گئے، زخموں سے چور جب آپ بیٹھ جاتے تو اوباش بچے آپ کو اٹھا دیتے اور جب چلنے لگتے تو پتھر برساتے، دل و دماغ کا منتشر ہونا لازمی تھا اور زبان مبارک پر دعاؤں کا جاری ہونا تقاضۂ بندگی، اللہ ہر حال سے واقف تھا اور محبوب کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا چاہتا تھا، اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکاون برس نو مہینے کی ہوئی اور منصب نبوت اور اعلان نبوت پر دس سال گذر گیے تو اللہ نے جیتے جاگتے، جسم و روح کے ساتھ اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا، تاریخ ۲۷ / رجب کی تھی، جب آدم خاکی کو اللہ نے ایسا عروج عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا، قربت الٰہی کا وہ مقام کسی اور کے نصیبے میں نہیں آیا ہے، اور نہ آئے گا، سفر کے لیے تیز رفتار سواری براق فراہم کرائی گئی، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لا کر تمام انبیاء کی امامت کرائی گئی عروج مسجد اقصیٰ سے شروع ہوا، آسمان کی سیر کرائی گئی، جنت و جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، بدعملی کی سزا دکھائی گئی، انبیاء و رسل سے ملاقات کرائی گئی اور پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ سے بیت المعمور تک پہونچے، جبرئیل نے بھی ساتھ چھوڑا، دو نیزے اور اس سے کم کی دوری خلوت میں رہ گئی، تو اللہ رب العزت نے محبوب کو تحفے پیش کیے اور جو حکم دینا تھا، دیا، بندگی صرف رب کے کرنے کی ہدایت دی گئی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم سے نوازا گیا، ان کو جھڑکنے اف کہنے تک کی ممانعت کر دی گئی، ان کے لئے محبت و شفقت سے کاندھے جھکانے اور بارگاہ خداوندی میں رحمت کی دعا مانگنے کی تلقین کی گئی، قتل و زنا و عدہ خلافی، یتامیٰ کے مال پر تصرف سے دور رہنے کو کہا گیا، فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا، اس موقع سے سب سے بڑا تحفہ نماز کا ملا، ساری عبادتیں اسی زمین پر نازل کی گئیں اور جبریل کے ذریعہ بھیجی گئیں، لیکن نماز کا تحفہ رب نے اپنے یہاں بلا کر عطا فرمایا، اب کسی کو معراج نہیں ہوگی، لیکن مؤمن اگر اپنے اندر معراج کی کیفیت محسوس کرنا چاہتا ہے تو اسے نماز سے لو لگانا ہوگا، نماز اللہ سے سرگوشی کا بہترین ذریعہ ہے، اسی لیے نماز کو معراج المؤمنین کہا گیا؛ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں سرگوشی کی، اپنی باتیں رکھیں، امت کی فلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی سلامتی میں نیک ایمان والوں کو شامل کر لیا اسی طرح بندہ بھی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی باتیں دعاؤں کی شکل میں اللہ کے سامنے رکھتا ہے، اپنے سلام میں نیک بندوں کو شامل کرتا ہے، اللہ کی مسلسل عبادت کے نتیجے میں اس کی بندگی اس احساس کے ساتھ ہوتی ہے جیسے وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس مقام تک نہیں پہونچتا ہے تو کم از کم وہ یقین واعتماد کے اس مقام تک پہونچ جاتا ہے جہاں ہر وقت اسے خدا کی نگرانی اور اس کے دیکھنے کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، یہ مقام پہلے سے کم تر سہی، لیکن اس مقام کو بھی پا لینے کے بعد گناہوں کے ارتکاب، بدعملی اور بےعملی سے انسان نجات پا جاتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی کام اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر میں نہیں کر سکتا۔

معراج کا واقعہ سادہ سا واقعہ نہیں ہے، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ نبی قبلتین ہیں اور آپ کی آمد سے صدیوں سے جاری بنی اسرائیل کی تولیت کا خاتمہ ہو گیا اور اب قیامت تک یہ مقام و منصب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا، قرآن کریم میں اس سفر کے جو مقاصد بیان کیے گیے ان میں سے ایک، آسمان و زمین کی کچھ نشانیاں دکھانی تھیں، یہ نشانیاں کیا تھیں، ہمارے پاس اس کی ترجمانی کے لیے الفاظ نہیں ہیں، کیوں کہ الفاظ کا دائرہ ہمارے محسوسات مشاہدات اور تعلقات سے آگے نہیں بڑھتا، واقعہ یہ ہے کہ عالم بالا کی نشانیاں انسانی محسوسات اور عقل و تصور سے ماورا ہیں، اس لیے اس کی عکاسی الفاظ میں ممکن نہیں اللہ کے فضل و توفیق اور اس کی قدرت کاملہ سے اللہ کی ان نشانیوں کو الفاظ کا جامہ پہنا بھی دیا جائے تو انسانی دماغ، ان کے سمجھنے کے بعد قوت برداشت کہاں سے لائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ معراج کے واقعہ پر جسمانی، روحانی، بیداری اور خواب کی حالت کے حوالے سے بڑی بحثیں کی گئی ہیں، سب نے فہم و فراست کے دائرہ میں اسے دیکھا اور چونکہ معیار فہم الگ الگ ہے، اس لیے اختلافات ہوئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، یعنی نہ تو یہ مکمل خواب تھا اور نہ یہ ایسا واقعہ تھا جسے جاگے میں دیکھا جاتا ہے، یعنی ان دونوں سے الگ حالت تھی اور انسان یا تو سوتا ہے یا جاگتا ہے، اس لیے الفاظ بھی اس کے یہاں انہیں دونوں حالات کے لیے پائے جاتے ہیں، ایک تیسری حالت جو معراج کی رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر گذری، ہمارے فہم و ادراک سے بالا اور ہمارے پاس اس کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں ہے۔ رہ گئی بات عقل و خرد کی، تو معجزات کہتے ہی اس کو ہیں جو فطری نہ ہو، خرق عادات پر مشتمل ہو، اس کے باوجود ہمارا ایمان و عقیدہ ہے کہ جسمانی معراج بھی عقل و خرد سے بعید نہیں ہے کیونکہ جو اللہ آسمان ستارے اور سیارے کو فضا میں تھام رکھنے پر قادر ہے، اس کے لیے انسانی جسم کو خلا میں لے جانے اور روشنی کی رفتار سے زیادہ تیز لے جانے میں کون سی بات خلاف عقل ہے، ہندوستان میں اس واقعہ کی یاد میں شب معراج ہر سال منایا جاتا ہے، بعض لوگ روزے رکھتے ہیں اور بعض جشن معراج نبی منعقد کرتے ہیں، جلسے جلوس کا اہتمام ہوتا ہے، ہمیں خوب یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس شب معراج کے بعد اب کوئی دوسری شب معراج نہیں آئے گی، تاریخیں آتی جاتی رہتی ہیں، لیکن اس کو اس معراج سے کیا نسبت ہے، جس رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شب معراج ہر سال نہیں آتی، صرف تاریخیں آتی ہیں، اور یہ یاد دلاتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے آدم خاکی کو کیسا عروج بخشا ہے، اقبال نے کہا

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

اخلاقی بیماری

”آج پرسنل لا کے نام سے ان میں تبدیلیوں کا مواد بنام اصلاح و ترمیم پیش کیا جا رہا ہے، کیا حقیقتاً یہ کوئی اصلاح اور اصلاحی تحریک ہے، یہ اصلاح اسی قسم کی ہے جسے قرن اول کے منافقین انما نحن مصلحون کے نعرے کے ساتھ لے کر کھڑے ہوئے تھے، لیکن عالم الغیب والشهادة نے کھلا اعلان فرما دیا کہ الا انهم هم المفسدون ولكن لا يعلمون.“

(حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ)

بلا تبصرہ

”آئندہ ڈھائی مہینوں میں قریب نوے کروڑ رائے دہندگان پانچ سو تینتالیس لوگوں کا مستقبل طے کریں گے، لیکن اس کے بعد یہ پانچ سو تینتالیس لوگ سوا ارب آبادی کا مستقبل طے کریں گے، یعنی عوام کو اس تلخ سوال کا حل کھوجنا ہوگا کہ وہ خود اپنا مستقبل بنانے والے ہیں یا مستقبل بنانے والے کا انتخاب ان کی ذمہ داری ہے، سبھی لیڈران اور ان کی پارٹیاں اپنے کو جنتا اور ملک پر فدا بتاتی ہیں اور دوسرے پارٹیوں کو غدار، یہ لوگ پارلیامنٹ پہونچتے ہی عوام کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔“ (رچنا رستوگی، ہندوستان ۱۲/ مارچ ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

دو الگ الگ نظریہ زندگی

اور یہ لوگ کہتے ہیں بجز ہماری دنیوی حیات کے اور کوئی حیات نہیں (ہم بس ایک ہی بار) مرتے اور (بس ایک ہی بار) زندگی پاتے اور ہم کو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے، درانحالیکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، محض اٹکل ہانک رہے ہیں۔ (الجاثیہ:۲۴) اور یہ دنیوی زندگی بجز کھیل تماشے کے کچھ ہے ہی نہیں، اور عالم آخرت ہی اصل زندگی ہے، کاش انہیں (اس کا) علم ہوتا۔ (العنکبوت:۶۴)

وضاحت : قرآن کریم کی مذکورہ دونوں آیتوں میں اس دنیا کے اندر انسانی زندگی، موت وحیات اور آخرت سے متعلق دو متضاد نظریے اور دو متعارض تصور کی طرف نشاندہی کی گئی ہے، ایک نظریہ حیات یا تصور زندگی تو وہ ہے جو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل دور جاہلیت میں عام لوگوں کا تھا، وہ بس اسی دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے تھے، ان کی ساری کوششیں اسی کے گرد گردش کرتی تھیں، وہ دنیا کی نعمتوں کے ہی حصول کو دنیوی زندگی کا اصل مقصد سمجھتے تھے اسی لئے وہ کہا کرتے تھے کہ بس ہماری تو یہی ایک زندگی ہے، زندگی کے ختم ہونے پر بالکل فنا ہو جائیں گے، سڑ گل کر مٹی ہو جائیں گے، دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب وکتاب یا جزا وسزا کا کوئی ادنی تصور بھی نہیں تھا وہ صاف کہتے تھے :کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں۔ (یٰس:۷۸)، اور: وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین (الانعام:۲۹) اور کہتے ہیں کہ زندگی تو بس ہماری اسی دنیا کی زندگی ہے، اور ہم (مرنے کے بعد دوبارہ) زندہ اٹھائے جانے والے نہیں، وہ گردش زمانہ کو ہی موت وحیات، اتار چڑھاؤ اور ناکامی وکامیابی کے لئے ذمہ دار ٹھہراتے تھے، اسی لئے وہ لوگ زمانہ کو برا بھلا کہتے رہتے تھے، روایتوں میں آتا ہے کہ اہل جاہلیت زمانہ کے سلسلہ میں کہا کرتے تھے کہ وہی ہمیں ہلاک کرتا ہے، وہی ہمیں زندگی اور موت دیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی نے ان کی باتوں کی تردید فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آدم کی اولاد مجھے تکلیف پہونچاتی ہے وہ زمانہ کو برا بھلا کہتی ہے، زمانہ تو میں ہی ہوں یعنی زمانہ میرے ماتحت ہے میں ہی اس کے رات ودن کو الٹتا پلٹتا ہوں، جب میں چاہوں گا تو ان دونوں کو ختم کردوں گا، (کتاب التفسیر، رقم : ۳۶۸۹) اس حدیث کے راوی سفیان بن عیینہ نے اس کے بعد قرآن کریم یہ آیت تلاوت فرمائی: وقالوا ماھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیاو مایھلکنا الا الدھر، بہرکیف دور جاہلیت میں لوگوں کے نزدیک مرنے کے بعد کی زندگی کا کوئی تصور نہیں تھا وہ بس اسی عالم کو سب کچھ سمجھتے تھے۔

اس تصور حیات یا نظریہ زندگی کے بالمقابل قرآن کریم نے ایک دوسرے نظریہ حیات کا ذکر کیا اور اس میں اس دنیا کی حقیقت کو سوائے کھیل تماشے کے کچھ بھی نہیں بتایا گیا گویا یہ دنیا بچوں کا گھروندا ہے جس کے بننے وبگڑنے میں دیر نہیں لگتی ہے اور جس کی اہمیت بچوں کی نگاہ میں بھی وقتی اور عارضی ہی ہوتی ہے، بس دنیا کی بھی یہی حقیقت ہے، آپ ﷺ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر اس دنیا کی حقیقت اللہ کی نگاہ میں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہیں ہو پاتا (سنن الترمذی، رقم:۲۳۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا کی اللہ کی نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ نے اس کو کوئی اہمیت دی بلکہ اپنے قول وعمل سے یہی ثبوت دیا کہ" مالی وللدنیا، ماانافی الدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا (سنن الترمذی:۲۳۷۷) ہمیں دنیا سے کیا واسطہ، میں تو دنیا میں ایک مسافر ورہ گزر ہوں وقتی طور پر درخت کے سایہ میں کچھ دیر سانس لے لی پھر اس کو چھوڑ کر چلتا بنا۔ غرض یہ دونوں نظریہ حیات میں زمین وآسمان کا فرق ہے ایک کے لئے دنیا ہی سب کچھ اور دوسرے کے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں

کافر کی پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

قرآن کریم نے اس دنیوی زندگی کو صرف چند روزہ زیب وزینت قرار دیا ہے جبکہ آخرت کی زندگی اور وہاں کی ہر نعمت کو ابدی ولازوال بتایا ہے" مال اور اولاد دنیوی زندگی کی ایک رونق ہیں اور باقی رہ جانے والے اعمال صالحہ آپ کے پروردگار کے ہاں ثواب کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر اور امید کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر (الکہف:۴۶) ایک جگہ فرمایا: دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز ایک دھوکے کے سودے کے، (آل عمرا:۱۸۵) کہیں فرمایا: آپ کہ دیجئے کہ کہ دنیا کا سامان (بہت) تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لئے کہیں بہتر ہے جو تقوی (اختیار) کرے۔ (النساء:۷۷)

قرآن کریم میں اس طرح کی بے شمار آیتیں ہیں جن میں اس دنیوی زندگی کی بے ثباتی اور اخروی زندگی کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، مثالوں سے سمجھایا گیا ہے، رسول اکرم ﷺ کی طرز زندگی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی گزارنے کے طریقے اور اس وقت کے سماجی ومعاشرتی نظام سے یہ ساری چیزیں خوب واضح ہوچکی ہیں، البتہ اگر اس دنیوی زندگی کی نعمتوں کو اخروی زندگی کے بنانے وسنوارنے اور اس کے تصور کو سامنے رکھ کر برتا جائے تو پھر دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی وسرخروئی کی ضمانت مل جاتی ہے اور پھر یہ دنیا میں بھی دین بن کر آخرت میں اللہ رب العزت کی خوشنودی ورضا کا ذریعہ بن جائے گی۔

ان آیات واحادیث کی روشنی میں دونوں نظریۂ حیات کی وضاحت سامنے آگئی، اب ہم اپنی اس زندگی کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس نظریہ حیات کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں جو ہمیں اسلام نے دیا، قرآن نے دیا، رسول اکرم ﷺ نے زندگی گزار کر ہمیں سکھایا، بتایا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ اور اسلاف صالحین کی زندگیاں جس طرح گزریں یا پھر اسی جاہلیت کی طرف لوٹ گئے جس سے آپ ﷺ امت کو نکالنے آئے تھے، یہ خود غور کرنے اور محاسبہ کرنے کی بات ہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم اس سلسلہ میں اسلام کی تمام تعلیمات وہدایات کو فراموش کر کے دور جدید کے نئے رنگ وآہنگ کے ساتھ جاہلی تصور حیات پر جم گئے اور اسی نظریہ کو مکمل طور پر عملی حیثیت سے اپنا لیا جس کا نتیجہ ہے کہ آج۔ ع

ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بچوں کو مسجد میں لانا:

مسجد میں کتنے سال کے بچوں کو لایا جائے؟ کچھ لوگ بالکل چھوٹے بچے کو ساتھ لے آتے ہیں، جو مسجد میں پیشاب بھی کردیتے ہیں، منع کرنے پر مانتے نہیں اور ہنگامہ کھڑا کرتے ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

بچوں میں عام طور پر سات سال کی عمر سے شعور کی ابتدا ہوجاتی ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ "**مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع**" **(سنن ابی داؤد: ۱/ ۷۱ باب متی یومر الغلام بالصلوٰۃ)**

لہٰذا صورت مسئولہ میں نابالغ بچے اگر باشعور ہوں، پاکی وناپاکی کو سمجھتے ہوں اور مسجد کے آداب واحترام کا خیال رکھتے ہوں، تو انہیں مسجد میں لانا نہ صرف جائز ہے، بلکہ نماز کی عادت ڈالنے کے لیے مستحسن وپسندیدہ ہے، اور اگر بچے اتنے ناسمجھ اور کم عمر ہوں کہ انہیں پاکی وناپاکی اور مسجد کے ادب واحترام کا کوئی شعور نہ ہو اور ان سے مسجد کے ناپاک ہونے کا ظن غالب ہو، تو ایسے بچوں کو مسجد میں لانا صحیح نہیں ہے، کیوں کہ مسجد کی طہارت اور اس کے ادب واحترام کا خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے۔ "**و یحرم إدخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسھم وإلا فیکرہ**" **(الدر المختار علی ھامش رد المحتار: ۱/ ۴۴۱ مطلب فی أحکام المسجد)** ایسے بچوں کو گھر میں آداب مسجد اور نماز وغیرہ کی تربیت دی جائے، فقط

نماز میں بچوں کی صف:

نماز میں بچے کہاں کھڑے ہوں، عام طور سے بچوں کو بالکل پچھلی صف میں کھڑا کردیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں شرارت اور شوروغل کی مکمل آزادی حاصل ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے بڑوں کی نماز بھی متاثر ہوتی ہے، اور اگر ساتھ کھڑا کرتے ہیں تو تنقید کی جاتی ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

اگر بچہ ایک ہو تو اس کو مردوں کی صف میں ایک طرف کنارے کھڑا کیا جائے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں دعوت کھانے کے بعد نماز پڑھائی تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ایک نابالغ لڑکا ضمیرہ بن ضمیرہ ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور خاتون خانہ حضرت ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ "**فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وصففت والیتیم وراءہ والعجوز من ورائنا فصلی لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتین ثم انصرف.**" **(صحیح البخاری: ۱/ ۵۵، باب الصلوٰۃ علی الحصیر)**

علامہ عینیؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "**و فیہ قیام الطفل مع الرجال فی صف واحد.**" **(عمدۃ القاری: ۳/ ۱۱۲)** یعنی نابالغ بچہ ایک ہو تو اس کو صف کے پیچھے نہیں بلکہ مردوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنا چاہئے، اور اگر بچے ایک سے زیادہ ہوں تو مسنون یہ ہے کہ ان کی صف مردوں کی صف سے پیچھے ہو، جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کروں، چنانچہ انہوں نے پہلے مردوں کی صف بنائی، پھر ان کے پیچھے بچوں کی۔" (سنن ابوداؤد)

لہٰذا بچے باشعور ہونے کے ساتھ تربیت یافتہ اور سلیقہ مند ہوں، مسجد کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنے والے اور اطمینان وسکون کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہوں، تو ان کو مردوں کی صف کے پیچھے کھڑا کرنا چاہئے، لیکن اگر شرارتی ہوں، شوروغل اور دھکم پیل کے ذریعہ لوگوں کی نماز خراب کرنے والے ہوں، یا ازدحام کی وجہ سے ان کے گم ہونے یا بھٹک جانے کا اندیشہ ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ ان بچوں کے متعلقین ان کو صف میں اپنے ساتھ کھڑا کریں۔

بڑوں اور بچوں کی صفوں کے درمیان ایک دو صفوں کا فاصلہ:

بڑوں کی صف لگنے کے بعد ایک دو صفیں خالی چھوڑ کر بچوں کی صف لگانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

جماعت شروع ہونے کے وقت مسجد میں جو لوگ موجود ہوں، ان کی صفیں لگائی جائیں، بالغین کی صفیں لگنے کے بعد بغیر کسی فصل کے نابالغ باشعور بچوں کی صف لگائی جائے، بعد میں آنے والے حضرات اگر بڑوں کی صف میں جگہ ہو تو وہاں کھڑے ہوں، ورنہ بچوں کے ساتھ ان کی صف میں یا صف مکمل ہوگئی ہو تو ان کے پیچھے کھڑے ہوں، اس سے ان کی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیوں کہ بچوں کے ساتھ یا بچوں کی صف کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی نماز ہوجاتی ہے۔

دوران نماز بچوں کو صف سے پیچھے کر کے ان کی جگہ بڑوں کا کھڑا ہونا:

مسجد میں دیکھا جاتا ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ بچوں کو ان کی صف سے کھینچ کر پیچھے کردیتے ہیں اور خود ان کی جگہ کھڑے ہوجاتے ہیں، اس سے بچوں کی نفسیات پر بہت برا اثر پڑتا ہے، شرعاً یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

جب بچوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے، تو ان کو صف سے پیچھے ڈھکیلنے کی کیا ضرورت ہے، ایسا کرنے سے باشعور بچوں کے اندر احساس کمتری، نیز مسجد، نماز اور ایسا کرنے والوں کے تئیں ایک طرح کی نفرت اور غصہ پیدا ہوجاتا ہے، اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے، البتہ اگر پہلی صف میں بہت چھوٹے بچے ہوں تو ان کو پیچھے کیا جاسکتا ہے۔

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 13 مورخہ ۲۴؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق یکم؍اپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

شر میں چھپا خیر

نیوزی لینڈ میں دہشت گردانہ حملہ میں شہید پچاس نمازیوں نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا، کیوں کہ نیوزی لینڈ کا شمار ایک امن پسند ملک کے طور پر ہوتا رہا ہے، دنیا میں اسلام مخالف جو تحریکیں چلتی رہی ہیں اس کی موافقت میں اس کا بیان کبھی نہیں آیا، اس لیے جب یہاں دو مسجدوں میں قتل عام کیا گیا تو پوری دنیا میں اس کے اثرات محسوس کیے گیے، ہندوستانی میڈیا جس کی پالیسی کچھ برسوں سے اسلام مخالف بن گئی ہے، اس نے طرح طرح کے نکتے نکالے، سوشل میڈیا پر فرقہ پرست لوگوں نے اظہار ہمدردی کے بجائے یہاں تک لکھا کہ ”کتے مارے گیے“ وزیر اعظم نریندر مودی نے اسے دہشت گردی قرار دیا، لیکن لہجہ ایسا ہی تھا، جیسے مجبوراً یہ جملے حلق سے نکل رہے ہیں، انسانیت چیختی اور کراہتی رہی، لیکن ہندوستان کے فرقہ پرست لوگ تالیاں بجاتے رہے۔

دوسری طرف اللہ رب العزت نے اس شر سے انتہائی خیر کا آغاز کیا، نیوزی لینڈ کی عوام شہیدوں کے غم میں کالے کپڑے پہن کر سڑک پر نکل آئی، پارلیامنٹ کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اور وہاں کی خاتون وزیر اعظم جیسنڈا آرڈرن نے اپنی تقریر کا آغاز السلام علیکم سے کیا، شہداء کے پس ماندگان کی امداد کے لئے جو مہم چلائی گئی اس میں لوگوں نے دل کھول کر حصہ لیا، دوسرے جمعہ میں پہلی بار اذان وخطبۂ جمعہ کو سرکاری نشریاتی اداروں سے گھر گھر پہونچایا گیا، وزیر اعظم جسینڈا باہر کھڑی رہیں، اور مسلمانوں سے کہا کہ آپ نماز پڑھیں ہم آپ کی حفاظت کے لئے باہر کھڑے ہیں، تو مسلمانوں کے دل جذبات تشکر سے لبریز نظر آئے، حالانکہ ۳۸؍سالہ جیسنڈا مذہب پر یقین نہیں رکھتیں، لیکن وہ مذہب پر عمل کرنے والوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں، انہوں نے اس معاملہ میں اس قدر سخت رویہ اپنایا کہ پوری صلیبی اور مسیحی دنیا انگشت بدنداں ہے، انہوں نے اپنی تقریر میں قاتل کا نام لینا گوارہ نہیں کیا اور صاف صاف اعلان کیا کہ وہ نامور ہونا چاہتا تھا، لیکن اب وہ بے نام ہی رہے گا، انہوں نے کہا کہ ہم سب ایک جسم کی مانند ہیں، ایک حصہ میں تکلیف ہو تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے، خواتین اور خود وزیر اعظم نے حجاب اور اسکاف لگا کر مسلمانوں سے یک جہتی کا مظاہرہ کیا، کئی لوگ داخل اسلام ہوئے، یہ اس شر میں چھپے ہوئے خیر کے مختلف پہلو ہیں، جس سے بڑا کام لیا جا سکتا ہے، اور نیوزی لینڈ نے اس کام کا آغاز کر دیا ہے۔

نیوزی لینڈ ایک جزیرہ نما ملک ہے، کل آبادی پچاس لاکھ ہے، جس میں مسلمان صرف پچاس ہزار ہیں، اس کا دار الحکومت ویلینگٹن ہے، ۷؍اکتوبر ۱۷۶۹ء کو نکولس نیگ نے جو جیمز کیک جہاز پر سوار تھا، اونچی پہاڑیاں دیکھیں اور اس اس ملک کو دریافت کیا، یہاں کی آبادی ماؤری کہلاتی ہے، زبان انگریزی اور ماؤری ہے، یہاں کے لوگ باہر کی ہوا سے متاثر نہیں ہوتے، مسجد پر حملے کے بعد انسانی اقدار کے جو اقدام ہو رہے وہ ان کی اسی غیر اثر پذیری کی صلاحیت کا مظہر ہے، ورنہ جب چین امریکہ، یورپ اور روس سب جگہ مسلمان مخالف آندھی چل رہی ہو، ایسے میں نیوزی لینڈ کی حکومت اور وہاں کی عوام کا رویہ انسانیت کے فروغ کی عمدہ مثال ہے اور واقعہ یہ ہے کہ نیوزی لینڈ حکومت نے اشک شوئی کے لیے جو کچھ کیا ہے، اس کی کسی کو نہ امید تھی اور نہ تصور، کاش ہمارے ملک کے حکمراں بھی اس سے سبق لیتے اور ایک نئے باب کا آغاز کرتے، جس میں ایک دوسرے کے تئیں الفت ومحبت، جاں نثاری کے جذبات شامل ہوتے اور ہم سب ایک ساتھ مل کر گا سکتے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

جس کو اللہ رکھے

پڑوسی ملک پاکستان سے یہ وحشت ناک خبر آئی کہ گذشتہ جمعہ ۲۴؍مارچ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم کی کار پر اجنبی حملہ آوروں نے تابڑ توڑ گولیاں برسائیں ایک بار میں ہدف پورا نہیں کر سکے، تو دوبارہ لوٹ کر حملہ کیا، اس حملہ میں دو الگ الگ گاڑیوں میں گولی لگنے سے دو محافظ کام آگیے، ڈرائیور کو بھی لگی لگی، لیکن وہ بے پناہ جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے کئی کلومیٹر دور تک گاڑی چلاتا رہا اور بالآخر اسپتال پہونچا کر دم لیا، حملہ کے وقت حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کی اہلیہ اور دو پوتے بھی اس گاڑی میں موجود تھے، حضرت کا ڈرائیور ایسا جاں نثار تھا کہ حضرت کی خواہش کے باوجود کہ وہ زخمی ہو گیا ہے اس لئے حضرت گاڑی خود چلائیں گے، اس نے سختی سے روک دیا اور پچھلی سٹ پر جھک کر رہنے کی ہدایت دی، اب ایسے جاں نثار ڈرائیور نایاب تو نہیں کمیاب ضرور ہیں۔

اس خبر کے عام ہوتے ہی پوری دنیا میں لوگ حضرت کی صحت کے سلسلے میں فطری طور پر متفکر ہوئے، کیوں کہ اسلامی علوم ومعارف اور جدید معاشیات کو اسلامی پیرایہ اور سانچہ فراہم کرنے میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے علم وعمل کا بڑا دخل رہا ہے، وہ حضرت مولانا مفتی شفیع احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند ہیں، اس حوالہ سے بھی ہمارا علمی رشتہ ان سے جڑتا ہے۔

پاکستان میں نامور علماء، کو شہید کرنے کی لمبی تاریخ رہی ہے، مولانا یوسف لدھیانوی، مولانا عبد القیوم حقانی، مولانا محمد اسلم صاحب اور درجنوں علماء مخالفین کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں، مفتی تقی عثمانی صاحب پر تازہ حملہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ وہ محض فضل خداوندی سے پورے اہل وعیال کے ساتھ محفوظ ہیں، گولیوں کی بارش جب ہر چہار طرف سے ہو رہی ہو ایسے میں حضرت کا بال بیکا نہ ہونا، بتاتا ہے کہ اللہ کو حضرت سے ابھی اور بہت سے کام لینے ہیں، ایسے ہی موقع کے لیے کہا گیا ہے کہ ”جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے“

ذلت آمیز

بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنے امیدواروں کی پہلی فہرست جاری کر دی ہے، اور ایک سو پچاسی امیدواروں کی پہلی فہرست میں صرف تیئس ارکان پارلیمنٹ کا ٹکٹ کاٹا ہے، ان میں ایک بڑا نام لال کرشن اڈوانی کا ہے، وجہ ان کی بڑھتی عمر کو قرار دیا گیا ہے، حالاں کہ سولہویں لوک سبھا میں ان کی حاضری پندرہویں لوک سبھا سے ایک فی صد زیادہ ہے، پندرہویں لوک سبھا میں انہوں نے بیالیس معاملات پر بحث میں حصہ لیا تھا، پینتیس ہزار نو سو چھبیس (۳۵۹۲۶) الفاظ کا استعمال کیا تھا۔ سولہویں لوک سبھا میں ان سے ذلت آمیز سلوک کیا گیا اور پہلی صف میں بیٹھنے اور اجلاس میں برانوے فی صد حاضری کے باوجود ان کو کسی بحث میں حصہ نہیں لینے دیا گیا، وہ پورے پانچ سالہ میقات میں صرف تین سو چھپن الفاظ ہی بول سکے۔ اور ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مظہر بنے بیٹھے رہے، ذلت آمیز سلوک اس قدر بڑھا کہ ہمارے وزیر اعظم نریندر مودی جو اڈوانی کی رتھ یاترا میں ان کی سیوا کیا کرتے تھے ان کے آداب، پرنام کا جواب بھی دینے سے کتراتے رہے، اور آخری ضرب یہ لگائی کہ سترہویں لوک سبھا کے لیے ان کا گاندھی نگر سے ٹکٹ کاٹ کر امیت شاہ کو دے دیا گیا اور اس طرح یہ اعلان کر دیا گیا کہ باجپئی تو چلے گیے، اڈوانی کا دوران کے جیتے جی ختم ہو گیا ہے اور اب بھاجپا جس کا نام ہے وہ مودی اور امیت کے چشم وابرو کی محتاج ہے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی کو دو سٹ سے اٹھا کر ایک سو باسٹھ سٹ تک پہونچانے کا سہرا لال کرشن اڈوانی کے سر جاتا ہے، ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۶ء تک وہ پارٹی کے صدر رہے، پاکستان میں جا کر محمد علی جناح کی تعریف کرنے کے جرم میں ان کو صدارت سے ہاتھ دھونا پڑا، ۱۹۹۰ء میں سومناتھ سے اجودھیا تک رتھ یاترا کے ذریعہ انہوں نے ہندوؤں کو متحد کیا اور فرقہ پرستی کی آگ پورے ملک میں لگائی، بابری مسجد ۱۹۹۲ء میں اسی فرقہ پرستی کی نظر ہو گئی، اور آج تک اس حوالے سے فضا گرم ہے۔

اڈوانی نے اللہ کے گھر کو توڑوانے کا کام کیا تھا، اللہ نے انہیں جیتے جی دکھا دیا کہ اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی، اس کا مکافات عمل کا قانون ”جس کرنی تس بھوگ“ سے عبارت ہے، وہ جب چاہتا ہے عبرتناک سزا دیتا ہے، عبرت کی اس سے زیادہ واضح بات کیا ہوگی کہ اڈوانی کے وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ بننے کے خواب تو ٹوٹ ہی چکے تھے اب پارلیامنٹ کی ممبر شپ سے بھی انہیں ہاتھ دھونا پڑ رہا ہے، وہ مودی کے دور حکومت میں ”مارگ درشک“ سے ”مک درشک“ بن گیے ہیں، ہم اڈوانی کے ساتھ اس ذلت آمیز سلوک کے عبرتناک پہلو کو سامنے لانا چاہتے ہیں، حالاں کہ بھارتیہ جنتا پارٹی جو ہندو تہذیب وسنسکرتی کی واپسی کی بات کرتی ہے، اس میں بزرگوں کی عزت کا بھی یقیناً ایک مقام ہوگا، اڈوانی جی کو جس طرح ٹھکانے لگایا گیا ہے اس سے تو خود بھارتیہ جنتا پارٹی کے نعرے اور دعوے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

غربت کے اعداد وشمار

ہر حکومت مسلمانوں کی پس ماندگی دور کرنے کے لئے مناسب اور مؤثر اقدام کے دعوے کرتی رہی ہے، لیکن سابق پلاننگ کمیشن نے جو اعداد وشمار جاری کیا ہے وہ ان تمام دعووں، منصوبہ بندی اور پلاننگ کی پول کھولے دے رہی ہے، اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ مسلمان اس ملک میں دیگر طبقات کے مقابلے میں زیادہ غریب ہیں، یہاں پر ہمیں راجندر سنگھ سچر کمیٹی کی رپورٹ میں درج اس جملے کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان اس ملک میں ہریجنوں سے بھی زیادہ پس ماندہ ہیں۔

اعداد وشمار کے مطابق مسلمان شہری علاقوں میں ۳۳ء۹ فی صد غریب ہیں، بہار میں ان کا تناسب ۵۶ء۵، راجستھان میں ۲۹ء۵، اتر پردیش میں ۴۹ء۵، گجرات میں ۴۲ء۴ اور مغربی بنگال میں ۳۴ء۹ ہے، ان کے رہائشی اخراجات کا تناسب ۳ء۷ فی صد کم ہوا ہے، جب کہ گھریلو اخراجات ۳۷ء۲ فی صد سے گھٹ کر ۲۹ء۸ فی صد ہو گیے ہیں، دیہی علاقوں میں غربت شہری حلقوں سے آٹھ فی صد کم ہے، یہ اعداد ۴۱ء۸ فی صد سے گھٹ کر ۳۳ء۸ فی صد پر آ گیے ہیں، شہری حلقوں میں بھی غربت میں ۸ء۴ فی صد کی کمی درج کی گئی اور اب یہ ۲۵ء۷ فی صد کے بجائے ۲۰ء۹ فی صد رہ گئی ہے، شمال مشرقی ریاستوں میں آسام میگھالیہ، منی پور، میزورم اور ناگالینڈ میں بھی غربت میں اضافہ ہوا ہے، ان علاقوں میں درج فہرست قبائل (اس ٹی) ۴۷ء۴ فی صد درج فہرست ذاتوں (اس سی) ۴۲ء۳ فی اور دیگر پس ماندہ طبقات (او بی سی) ۳۱ء۹ فی صد غربت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، دوسرے تمام طبقات میں غربت کا تناسب ۳۳ء۸ فی صد ہے۔

ان اعداد وشمار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد ہندوستان میں انفرادی آمدنی میں اضافہ کے باوجود مجموعی طور پر مسلمان غربت زدہ ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ تو حکومتی سطح پر مسلمانوں کو اوپر اٹھانے کے سلسلے میں سرد مہری ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی پس ماندگی دور کرنے کے لیے خود بھی جتنی کوشش کرنی چاہیے ہم نہیں کر پا رہے ہیں، حالاں کہ چھوٹی گھریلو صنعتوں کے قیام کے ذریعہ ان حالات سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے، جس میں سرمایہ فراہم کرنے کے لیے سرکاری مراعات بھی حاصل ہوتی ہیں اور زیادہ دردسری بھی مول نہیں لینی پڑتی۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال خود جس کو اپنی حالات کے بدلنے کا

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا عبدالجلیل چودھری

✍ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

شمالی مشرقی ریاست کے امیر شریعت اول، مشہور مجاہد آزادی، محدث کبیر، صوبہ آسام کی قد آور علمی ادبی اور سیاسی شخصیت مولانا عبدالجلیل چودھری کے احسانات شمال مشرقی ریاستوں پر اس قدر ہیں کہ وہاں کی کوئی بھی ملی، علمی، سماجی، سیاسی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں، لوگ ابھر رہے ہیں، کام کر رہے ہیں، سیاسی طور پر بھی مسلمانوں کا وقار وہاں قائم ہے، پینتیس فی صد مسلمانوں کی آبادی کو نظر انداز کرنا آسان نہیں ہے، لیکن آزادی کے بعد جس شخصیت نے مسلمانوں کے وقار واعتماد کو بحال کرنے میں مضبوط حصہ داری نبھائی وہ حضرت مولانا عبدالجلیل چودھریؒ کی ذات گرامی ہے۔

مولانا عبدالجلیل چودھری کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۲۵ء کو ان کے آبائی گاؤں ترک خلا (جو ان دنوں بنگلہ دیش کے ضلع سلہٹ میں واقع ہے) میں محمد اصغر چودھری کے گھر والدہ شمس النساء کے بطن سے ہوئی، ان کے والد رینگا پرگنہ کے قاضی تھے، اور ان کی عدل گستری نیز انصاف پروری کا چرچا عام تھا، والدہ گھریلو خاتون ضرور تھیں، مگر دینداری اور عقل مندی کا وافر حصہ اللہ رب العزت نے عطا کیا تھا، وہ فارسی زبان وادب پر اچھی خاصی دست گاہ رکھتی تھیں، اور پورا خاندان مشہور زمانہ صوفی حضرت مولانا حاتم علی بدر پوری سے بیعت تھا، آباؤ واجداد ترکستان سے ترک مکانی کرکے اس گاؤں میں آباد ہوئے تھے، اسی مناسبت سے اس گاؤں کا نام ''ترک خلا'' پڑ گیا تھا۔

ابتدائی تعلیم کا آغاز والدہ نے ہی کرایا، پھر آپ کو محلّہ کی مسجد سے متعلق صباحی مکتب میں داخل کرا دیا گیا، بنیادی دینی تعلیم کے حصول کے بعد اسکول کا رخ کیا اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی، اسکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد داؤد پور جونیر مدرسہ میں داخلہ لیا، وہاں اس زمانہ میں مولانا سلیمان صاحب جو آپ کے رشتہ میں دادا تھے تدریس سے وابستہ تھے، چنانچہ انہیں کی زیر نگرانی تعلیم وتربیت کے مراحل آپ نے طے کیے، پھر اعلیٰ اسلامی تعلیم کے لیے سلہٹ مدرسہ عالیہ چلے آئے اور ۱۹۳۹ء میں یہیں سے سند فراغ لیا، حدیث سے خصوصی تعلق نے سلہٹ سرکاری دارالحدیث تک پہونچا دیا، ۱۹۴۱ء کے فائنل امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی، اسی دور سے آپ نے تحصیل حدیث کے ساتھ مختلف سماجی اور سیاسی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا، وہ مدرسہ کی جمعیۃ الطلبہ کے ناظم تھے، عمر سترہ سال تھی، اپنے ساتھیوں کو لیکر جنگ آزادی میں کود پڑے، ۱۹۴۱ء میں ہی دارالحدیث سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گیے اور یہاں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے دوبارہ دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی، یہاں انہوں نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب وغیرہم کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا، مگر جد وجہد آزادی میں مشغولیت کی وجہ سے وہ دورہ حدیث کا امتحان اس سال نہیں دے پائے، آزادی کے بعد انہوں نے ۱۹۵۲ء میں امتحان دے کر سند فراغ پائی۔

تدریسی زندگی کا آغاز بطور فارسی معلم سلہٹ ہائی اسکول سے کیا، لیکن جلد ہی وہ یشوہر عالیہ مدرسہ میں بحیثیت صدر مدرس منتقل ہو گیے، کچھ دن مدرسہ عزیزیہ پھول باڑی میں بھی معین مدرس کی حیثیت سے کام کیا، ۱۹۴۷ء میں دیوائیل دارالحدیث بدر پور آئے یہاں مختلف سالوں میں استاذ حدیث، شیخ الحدیث اور پرنسپل کے طور پر خدمات انجام دیں، زندگی کے آخری ایام تک طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

سیاسی زندگی کا آغاز دور طالب علمی سے کیا، ۱۹۳۷ء میں ہی آپ جمعیت علماء ہند اور انڈین نیشنل کانگریس کے رکن بن گیے، مسلم لیگ کی تقسیم ملک کی پالیسی کی سخت مخالفت کی وجہ سے لیگیوں نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا، چنانچہ حضرت مدنیؒ کے حکم سے آپ نے بدر پور ضلع کریم گنج آسام کو وطن ثانی بنا لیا اور ''ترک خلا'' سے ہجرت فرمائی، اس طرح اب آپ کا میدان عمل بدر پور بن گیا اور آپ ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گیے، آپ نے آسام میں دینی تعلیم اور سرکاری مدارس میں علوم اسلامیہ کی حیثیت کو باقی رکھنے کے لیے مسلسل جد وجہد کیا، الجامعۃ العربیہ الاسلامیہ تعلیمی جماعت، ادارۂ اشاعت وتنظیم اور آسام اور ندوۃ التامیر کا قیام آپ کی اسی جد وجہد کا نتیجہ ہے، آسام ندوۃ التامیر کا مقصد امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے طور پر امارت شرعیہ کا قیام تھا، زمین ہموار ہو گئی تو ۲۳ر فروری ۱۹۷۶ء مطابق ۲۲ر صفر ۱۹۸۶ء کو الجامعۃ العربیہ الاسلامیہ بدر پور میں پچاس ہزار مسلمان جمع ہوئے اور امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی صدارت میں امیر شریعت اول کی حیثیت سے مولانا عبدالجلیل چودھری کا انتخاب عمل میں آیا، پھر ۱۹۸۴ء میں امارت شرعیہ اور ندوۃ التامیر کا انضمام ہو گیا اور اب یہ ''شمال مشرقی ہند امارت شرعیہ وندوۃ التامیر'' کے نام سے کام کر رہا ہے، دارالقضاء، مکاتب صباحی ومسائی اور بیت المال کا نظام یہاں کی امارت شرعیہ کی خدمات کے جلی عناوین ہیں۔

سیاسی میدان میں بھی مولانا کی نمایاں کارکردگی رہی ۱۹۵۲ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۷ء، اور ۱۹۷۲ء میں بدر پور حلقہ سے وہ اسمبلی کے ممبر چنے گیے ۱۹۸۳ء میں الگا پور اسمبلی حلقے سے آپ نے جیت درج کرائی، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت، آل انڈیا حج کمیٹی سے بھی مختلف حیثیتوں سے کا انسلاک رہا۔

مولانا موصوف کی جد وجہد کا ایک میدان تصوف بھی تھا، حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے سلسلہ کے فروغ اور لوگوں کے راہ راست پر لانے کے لیے مسلسل کام کیا، ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں پہونچتی ہے وہ خود بھی قائم باللیل تھے اور سلوک وتصوف کے رموز سے پوری طرح واقف تھے، عبادت ریاضت میں ممتاز اور ذکر وفکر میں طاق تھے۔ بدر پور شہر کی مشرقی جانب ایک چھوٹا سا محلّہ علاکلی پور کے نام سے قائم ہے، اسی محلّہ کی ایک چھوٹی مسجد کو آپ نے خانقاہ کے طور پر فروغ دیا، مریدین کی تعداد بڑھی تو اس مسجد کی ہیئت بھی بدلی، اب اس جگہ پر عظیم الشان مسجد ہے، جسے خانقاہ کی مسجد کہتے ہیں، ان کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ مولانا طیب الرحمٰن امیر شریعت ثانی شمال مشرقی ریاست نے اس سلسلے کو باقی رکھا، مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا اسامہ مبرور کی توجہ بھی تصوف کی طرف ہے اور وہ اپنے نامور والد مولانا عبدالجلیل چودھریؒ کے ورثہ کو سنبھالنے کی طرف تیزی سے قدم بڑھا رہے ہیں، مولانا اسامہ کے مریدین کی بڑی تعداد بنگلہ دیش میں ہے اور فیض دوسرے ملک تک منتقل ہو رہا ہے۔

آدمی کتنا بھی باصلاحیت ہو اور خدمات کا دائرہ جس قدر بھی وسیع ہو، ایک نہ ایک دن سب کو چلا ہی جانا ہے، ۱۹ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو رات سوا نو بجے ملت کا یہ عظیم رہنما بھی داغ مفارقت دے گیا، دوسرے دن نماز عصر کے بعد مولانا طیب الرحمٰن صاحب بڑبھو نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور علم وعمل کے اس پیکر خاکی کو علاکلی پور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ پس ماندگان میں اہلیہ ایک لڑکا اور تین لڑکی کو چھوڑا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

اجارہ اور اس کی جدید صورتوں کے احکام

✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

اسلامی اقتصادیات ومعاشیات میں اجارہ کی بڑی اہمیت ہے، سماج کے بیش تر افراد کی معاش اجرت پر ہی موقوف ہوتی ہے، اسی لیے فقہاء کرام کے یہاں اس پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور اس کے جزئیات کتاب الاجارہ کے ذیل میں بیان کیے جاتے رہے ہیں، فتاویٰ کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر مستفتی حضرات کے سوالات بھی کم نہیں ہیں، اور انواع واشکال میں خاصہ تنوع ہے جس کی وجہ سے شرعی حکم سمجھنے میں دشوار پیش آتی ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر مفتی زید احمد آبادی جنہوں نے جامعہ علوم القرآن جمبوسر سے افتا کی سند حاصل کی ہے، امارت شرعیہ کے دارالقضاء سے قضاء کی تربیت بھی پائی ہے، اجارہ اور اس کی جدید صورتوں کے احکام پر مفید رسالہ مفتی فرید احمد کاوی کی زیر نگرانی مرتب کیا ہے، جامعہ علوم القرآن جمبوسر کے شعبہ افتاء کے لیے لکھا گیا یہ سندی مقالہ وقیع ہے، خود جامعہ علوم القرآن جمبوسر نے اپنے ابناء قدیم میں سے ایک باوقار فاضل کی اس تصنیف کو شائع کرکے لوگوں تک پہونچانے کی ذمہ داری انجام دی ہے، اس سے مصنف کا حوصلہ بھی بڑھا ہے اور دیکھ کر اسے ادارہ میں سندی مقالات جس تحقیقی انداز میں لکھے جا رہے ہیں، اس کا اندازہ ہوتا ہے۔

افتتاحیہ مفتی احمد دیولویؒ، تقریظ مولانا اسجد احمد دیولوی، تمہید مولانا فرید احمد بن رشید کاوی اور شکر وامتنان مولانا زید بن فاروق احمد آبادی کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے، اجارہ کی لغوی واصطلاحی تعریف کرنے کے بعد ادلۂ اربعہ سے اجارہ کی مشروعیت اور اہمیت وضرورت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، اجارہ بطریقہ تمویل، ارکان اجارہ، صیغۂ اجارہ، شرائط اجارہ، شرائط انعقاد، شرائط نفاذ، شرائط صحت اور شرائط لزوم کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، اجرت علی الوکالۃ، عقد عجالہ، عقد مقاولہ (ٹھیکیداری) عقد الصیانۃ، استصناع، اجارۂ تمویلیہ، مزارعت، مساقات، بیع الاغلال، البیع الایجاری، اور مضاربت کی مختلف شکلوں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، اجرت فاسدہ کے ذیل میں جزو عمل کو اجرت بنانے کی بحث فقہاء کے یہاں طویل ہے اور قفیز طحان کے حوالہ سے اسے حنفیہ، شافعیہ ناجائز کہتے ہیں، جبکہ حنابلہ ومالکیہ کے یہاں اگر جزو عمل کے اجرت بننے سے نزاع کا خطرہ نہ ہو تو یہ جائز ہے، دور جدید میں اجارہ کی بہت ساری صورتوں کے جواز اور عدم جواز کا مدار اسی پر ہے، مزارعت بالثلث ومزارعت بالربع، مساقات، عقد مضاربت، کمیشن پر چندہ وغیرہ کی مختلف شکلوں کے جواز عدم جواز کے دائرے میں لانے کے لیے قفیز طحان پر مصنف نے تفصیلی بحث کی ہے، اور بتایا ہے کہ جن حضرت کے یہاں تعامل، تعارف، حاجت ناس کی وجہ سے قفیز طحان کی ممانعت فقط قفیز طحان میں ہی منحصر ہے اور بقیہ صورتیں دائرہ جواز میں آتی ہیں، ان کے نزدیک جزو عمل کو اجرت قرار دینے والی تمام صورتیں جائز ہونی چاہیے۔

ساٹھ ماخذ ومراجع سے اخذ واستنباط کرکے دوسو نو صفحات پر تمام بحثوں کو مصنف نے خوش سلیقگی کے ساتھ سمیٹا ہے، اس طرح حشو وزائد سے گریز کرتے ہوئے اس موضوع پر ایک اچھی اور جامع کتاب وجود میں آگئی ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے نئی نسل کے تحقیقی ذوق پر اعتماد قائم ہوتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ مدارس دینیہ اسلامیہ کے فارغین میں ذوق تحقیق کے سوتے ابھی خشک نہیں ہوئے ہیں اور ہمارے فارغین پوری جاں گاہی کے ساتھ جدید مسائل پر کے حل کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ کتاب دور جدید میں اجارہ کی رائج شکلوں کے سمجھنے اور ان کے شرعی حکم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے انتہائی مفید ہے، باتیں سلیقے سے کہی گئی ہیں اور مدلل کہی گئی ہیں، بحث وتحقیق فقہ حنفی کے اصول وجزئیات اور تصریحات کے دائرہ میں کی گئی ہے، عدول اور خروج عن المذہب سے عموما گریز کیا گیا ہے، قدیم فقہی عبارات کو جدید صورتوں پر منطبق کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اس لائق ہے کہ اسے اہل علم غور سے پڑھیں اور چوں کہ یہ موضوع ایسا ہے جس کی سب کو ضرورت پڑتی رہتی ہے، اس لیے اسے گھر گھر میں رہنا چاہیے، کتاب خوبصورت چھپی ہے، ٹائٹل سادگی اور پرکاری قاری لیے ہوئے ہے، حروف اتنے موٹے ہیں کہ کمزور نگاہ والے بھی مطالعہ کر سکتے ہیں۔

کتاب پر قیمت درج نہیں ہے اور نہ ہی جامعہ علوم القرآن جمبوسر ضلع بھروچ کے علاوہ ملنے کے لیے کسی اور جگہ کا پتہ درج کیا گیا ہے، اس لیے جامعہ علوم القرآن سے مفت حاصل ہو جانے کا قوی امکان ہے، اللہ رب العزت اس کتاب کو قبول عام وتام فرمائے اور مصنف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

بیسویں صدی میں آزاد ہندوستان کے انتخابات

مولانا مظاہر حسین
عماد عاقب قاسمی

ایک سونوے سال تک مسلسل جدوجہد آزادی کے بعد انیس سوسینتالیس میں ہندوستان کوانگریزوں سے آزادی ملی آزادی کے وقت جواہر لعل نہرو کو وزیر اعظم منتخب کیا گیاان سے اختلاف رکھنے والے کئی لیڈران نے اپنی اپنی پارٹیاں بنائیں مگر مختلف اسباب کی وجہ سے کوئی بھی پارٹی کانگریس کا مقابلہ نہیں کرسکی ان اسباب میں سے بعض یہ ہیں:۱-لوگوں کو یہ احساس تھا کہ کانگریس آزادی دلانے والی پارٹی ہے اور اکثر جگہوں پر کانگریس کے امیدوار مجاہدین آزادی ہوتے تھے اورعوام ان کی جدوجہد سے متاثر تھے۔۲-بعض بڑی شخصیات جیسے مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر بی آر امبیڈکر، اور سردار ولبھ بھائی پٹیل وغیرہ کانگریس سے ہی جڑے رہے،ان تینوں کا اپنے اپنے حلقے کےعوام پر بہت زیادہ اثر تھا۔۳-خود جواہر لعل نہرو بہت بڑے وکیل اور دانشور تھے،مختلف طبائع اور مختلف الخیال لوگوں سے کام لینے کا ہنر جانتے تھے،ان کی اولاد میں سے کسی نے بھی اب تک نہ ان کی جیسی اعلیٰ ڈگری حاصل کی اور نہ ہی قدرت نے انہیں جواہر لعل جیسا تیز دماغ عطا کیا،انیس سو باون،انیس سو سنتاون،اور انیس سو باسٹھ میں کانگریس بہت بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی،انیس سو چونسٹھ میں جواہر لعل نہرو کے انتقال کے بعد جناب لعل بہادر شاستری کو وزیر اعظم بنایا گیامگر وہ دوسال بعد انیس سو چھیاسٹھ میں ہی پرلوک سدھار گئے،ان کے دنیا سے جاتے ہی کانگریس کا زوال شروع ہوگیا،کانگریس پارٹی کی اکثریت نے محترمہ اندرا گاندھی بنت جواہر لعل نہرو سابق وزیر اعظم کو وزارت عظمٰی کے لائق سمجھا اور وہ وزیر اعظم بن گئیں،مگر کانگریس کے ہی بعض سینیر لیڈران محترمہ اندرا گاندھی کو بطور وزیر اعظم نہیں دیکھنا چاہتے تھے اور انہوں نے کانگریس چھوڑ دیا،ان حضرات نے اپنی پارٹیاں بنائیں اور انیس سوسڑسٹھ میں کانگریس کوٹکر دی ،کانگریس بڑی مشکل سے اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی،بی جے پی کی ماں جن سنگھ نے بھی تقریبا پینتیس لوک سبھا سیٹیں حاصل کیں،سرسٹھ میں کانگریس کے خلاف جو ابال آیا تھا وہ انیس سو بہتر میں کانگریس مخالف پرانے کانگریسی لیڈران کے بڑھاپے کی نذر ہوگیا اور پاکستان کو دولخت کرنے کی وجہ سے محترمہ اندرا گاندھی ہیرو بن گئیں،کہا جاتا ہے کہ جن سنگھ کا لیڈر اور کانگریس کا سب سے بڑا دشمن ہونے کے باوجود بی جے پی کے پہلے وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے بنگلہ دیش بننے کے بعد محترمہ اندرا گاندھی کو "درگا" کا لقب دیا تھا،ان مذکورہ اسباب کی بنا پر انیس سو بہتر میں کانگریس بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔

انیس سو بہتر میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے کے بعد اندرا گاندھی نے وہ کام کیے جن کی وجہ سے کانگریس بدنام ہوئی،جبری نس بندی اور ایمرجینسی نافذ کرنے کی وجہ سے عوام وخواص ناراض ہوئے،کانگریس سے نکلے ہوئے سینیر لیڈر اور سابق وزیر اعلیٰ گجرات اور بعد میں وزیر اعظم بننے والے شری مرارجی ڈیسائی جیسے لیڈروں اور جے پرکاش نارائن جیسے شوسلسٹ لیڈروں نے اندرا جی کی غلطیوں کوخوب اچھالا،اور کانگریس کے خلاف تمام چھوٹی بڑی پارٹیوں شوسلسٹوں اور فاشسٹوں سب کو جنتا پارٹی کے بینر تلے جمع کردیا، اٹل بہاری کی جن سنگھ بھی جنتا پارٹی میں ضم ہوگئی،انیس سو اکہتر میں اندرا جی اکیس سال عمر میں بڑے مرارجی ڈیسائی نے نیشنل کانگریس او بنائی تھی اور اکہتر کے الیکشن میں کل اکیاون سیٹیں حاصل کی تھیں انیس سوستتہر میں ان کی پارٹی بھی جنتا پارٹی میں ضم ہوگئی ،جنتا پارٹی کو شمالی ہند میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی،بہار اور یوپی جیسے بڑے صوبوں سے کانگریس کو ایک بھی سیٹ نہیں ملی،خود وزیر اعظم اندرا گاندھی بھی رائے بریلی سے ہار گئیں،البتہ جنوبی ہند نے کانگریس کی لاج بچائی،اکیلے جنتا پارٹی کو ۲۹۸ سیٹیں اور کمیونسٹ پارٹی جیسی اتحادیوں کو ملاکر جنتا اتحاد کو کل 345 سیٹیں ملیں،جب کہ کانگریس کو کل 153 سیٹیں ہی ملیں اس کی ۱۹۹ سیٹیں کم ہوگئیں اور اس طرح کانگریس کو ہندوستانی سیاست میں پہلی بار شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا،شری مرارجی ڈیسائی وزیر اعظم بن گئے،کانگریس کی اندھی دشمنی میں پرانے کانگریسی مرارجی ڈیسائی اور بہار کی دھرتی کے عظیم سپوت اور شوسلسٹ لیڈر جے پرکاش نارائن وغیرہ نے جن سنگھی لیڈران اٹل بہاری واجپئی اور لال کرشن اڈوانی کو بھی جنتا پارٹی میں شامل کیا تھا یہ دونوں بھی کامیاب ہوئے ،انتخاب کے بعد مرارجی وزیر اعظم منتخب ہوئے،اور جن سنگھی لیڈر اٹل بہاری وزیر خارجہ اور لال کرشن اڈوانی وزیر اطلاعات بنے،اس طرح کانگریس کی اندھی دشمنی میں جن سنگھیوں کو پروموٹ کیا گیا،دوسال پورا ہوتے ہوتے جنتا پارٹی میں اختلافات اتنے بڑھے کہ شری مرارجی کو وزارت عظمٰی کی گدی شری چرن سنگھ کے حوالے کرنی پڑی،اور وہ بھی اس گدی کو چھ ماہ سے زیادہ نہیں سنبھال سکے،انیس سواسی میں پارلیمانی الیکشن ہوااور کانگریس پانچ سو بیالیس نشستوں والی پارلیمینٹ میں تین سو چوہتر سیٹیں حاصل کرکے ڈھائی سال کے وقفے کے بعد دوبارہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی،شریمتی اندرا گاندھی چوتھی بار وزیر اعظم بن گئیں،اور کانگریس مخالف پارٹیاں آپسی اختلافات کا شکار ہوگئیں،شریمتی اندرا گاندھی کے بہیمانہ قتل کے بعد جب انیس سو چوراسی کا الیکشن ہواتو ہمدردی میں کانگریس کو پہلے سے چالیس سیٹیں زیادہ ملیں،اسے پانچ سو اکتالیس میں چارسو چودہ سیٹیں حاصل ہوئیں،چالیس سالہ نوآموز نوجوان شری راجیو گاندھی کو وزیر اعظم بنادیا گیا،اوراس کے بعد کچھ اس طرح کے واقعات ہوئے کہ کانگریس بدنام ہوئی یا بدنام کردی گئی،اسی الیکشن کے بعد اٹل بہاری واجپئی جی نے بھارتیہ جن سنگھ کو بھارتیہ جنتا پارٹی میں تبدیل کردیا تھا،چوراسی کے الیکشن میں صرف دوسیٹیں حاصل کرنے والی بی جے پی نے رام مندر کے مسئلے کو متعدد طرح کے جلوسوں اور یاتراؤں سے گرمادیا،ہندؤں کے لیے بابری مسجد کو کھول دیا گیا اور مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی،سپریم کورٹ سے شاہ بانو کیس میں مطلقہ عورت کو زندگی بھر نفقہ دینے کی بات کہی گئی،علماء نے اسے شریعت میں دخل اندازی مانا اور پورے ہندوستان میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے بینر تلے بڑے بڑے جلسے ہوئے۔حالات کی نزاکت کو دیکھ کر وزیر اعظم راجیو گاندھی نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمے داروں سے ملاقات کی اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو مقنّنہ سے بدلنے کی کوشش کی۔

اگرچہ مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے پارلیمان کے ذریعے عدالت کے فیصلے کو بدل دیا گیا مگر اس سے کانگریس پر مسلمانوں کے عدم اعتماد میں کمی نہیں آئی،جب وی پی سنگھ نے بارہ اپریل انیس سو ستاسی کو مرکزی وزارت دفاع سے استعفیٰ دے کر کانگریس کے خلاف ٹوٹی بکھری جنتا پارٹی کو متحد کیااور جنتادل بنائی تو بہت سارے لوگوں کو لگا کہ ظالم حکومت ختم ہونے والی ہےاوراب سنہرے دور کا آغاز ہوگا،اسی زمانے میں عین الیکشن سے قبل بہار میں بھاگلپور کا فساد ہوا جس میں ہزاروں بے گناہ مسلمان شہید ہوئے،اس فساد نے سارے ہندوستان کے مسلمانوں خاص طور سے بہار اور یوپی کے مسلمانوں کے دلوں میں کانگریس کے خلاف شدید قسم کی نفرت پیدا کردی،دوسری طرف بی جے پی نے بابری مسجد کی جگہ مندر بنانے کا زوردار ابھیان چلا رکھا تھا،بھاگلپور کا فساد بھی شلا پوجن پروگرام کی وجہ سے ہی ہوا تھا،بی جے پی کے مسلم مخالف پروگراموں کو نظرانداز کرتے ہوئے وی پی سنگھ نے بی جے پی سے انتخابی سمجھوتہ کیا،انیس سونواسی کے انتخابات کے نتائج اس طرح تھے،کانگریس: 197،اکثریت سے پچھتر سیٹیں کم،جنتادل: 143،بی جے پی؛ 85،سی پی ایم: 33،سی پی آئی: 12،اس الیکشن میں سب سے زیادہ فائدہ بی جے پی کو ہوااور وہ دوسیٹ سے پچاسی سیٹوں والی پارلیمان کی تیسری سب سے بڑی پارٹی بن گئی اور یہ سب سے شری وی پی سنگھ کی کانگریس کی اندھی مخالفت کی وجہ سے ہوا، گجرات اور راجستھان کی اسمبلیوں کے لیے بھی انتخاب ہوا،اور ہندوستان میں پہلی بار راجستھان میں شری بھیروں سنگھ شیخاوت کی قیادت میں بی جے پی کی سرکار بنی،یہاں جنتادل بی جے پی کی حمایت کررہی تھی،ادھر گجرات میں جنتادل کی حکومت تھی اور بی جے پی اس کی حمایت کررہی تھی،بعد میں جب جنتادل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی تو تقریبا تمام جنتادل کے نیتا بی جے پی میں چلے گئے اس طرح ۱۹۹۵ء کے لیے بی جے پی کی راہ ہموار ہوگئی،۱۹۹۵ء سے لگاتار وہاں بی جے پی کامیاب ہورہی ہے،بہر حال مرکز میں نوسال کے وقفے کے بعد پھر دوبارہ غیر کانگریسی حکومت آئی، جنتادل کی اس حکومت کو بی جے پی اور کمیونسٹ پارٹیوں نے حمایت کی،بی جے پی کو لگا کہ رام مندر کے نام پر ہندؤں کو اپنے حق میں جمع کرنے کا یہ اچھا موقع ہے ،اڈوانی جی نے رتھ یاترا نکالی،جہاں جہاں یہ رتھ گیا وہاں حالات کشیدہ ہوگئے،وی پی سنگھ نے رتھ یاترا روکے جانے کی گذارش کی،مگر ان کی بات نہیں سنی گئی اور مجبور ہوکر وزیر اعظم وی پی سنگھ نے بہار کے وزیر اعلیٰ لالو پرشاد کو شری اڈوانی کو گرفتار کرنے کی اجازت دے دی،شری اڈوانی کے گرفتار ہوتے ہی بی جے پی نے حمایت واپس لے لی اور شری وی پی سنگھ کو استعفیٰ دینا پڑا،اسی زمانے میں جنتادل میں بھی پھوٹ پڑ گئی اور شری چندر شیکھر کی قیادت میں کانگریس کی حمایت سے ایک نئی حکومت آئی،مگر یہ بھی چھ ماہ سے زیادہ نہیں ٹک سکی اور ۱۹۹۱ میں ڈیڑھ سال کے بعد ہی دوبارہ انتخابات کرانے کی ضرورت پیش آ گئی،

کانگریس کی متعدد ناکامیوں کے پیش نظر انیس سونواسی کے الیکشن میں جنتادل ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا،مگر اسے اتنی طاقت نہیں مل سکی جتنی امید اس کے قائدین نے کررکھی تھی،یہ جماعت صرف شمالی ہند کے چار پانچ صوبوں یوپی، بہار، گجرات،اور راجستھان میں ہی مقبول ہوئی،اسے حاصل کردہ کل 143 سیٹوں میں سے اتر پردیش میں 54 یوپی میں کل سیٹیں ۵۸ تھیں اور بہار سے 32 (بہار میں کل سیٹیں 54 تھیں) یعنی کل چھیاسی سیٹیں صرف بہار اور یوپی سے حاصل ہوئیں بقیہ 57 سیٹیں گجرات وراجستھان اور دیگر صوبوں سے حاصل ہوئیں، 543 کے ایوان میں 197 نشستوں کے ساتھ کانگریس سب سے بڑی پارٹی تھی اور کانگریس کو حکومت بنانی چاہیے تھی اور سیکولر پارٹیوں کو اس کی حمایت کرنی چاہیے تھی،مگر ایسا نہیں ہوا اور ڈیڑھ سال کے بعد ہی مئی ۱۹۹۱ میں ہندوستانی عوام پر درمیانی الیکشن کا بوجھ لاد دیا گیا،انتخابی دورے کے درمیان ہی سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی تمل دہشت گردوں کا شکار ہوگئے،موت کے وقت ان کی عمر صرف چھیالیس سال تھی آج ان کے بیٹے راہل گاندھی اڑتالیس سال کے ہیں،پھر بھی ہندوستانی ثقافت سے ناآشنا انہیں "پپّو" کہتے ہیں جب انتخابات کے رزلٹ آئے تو وہ اس طرح تھے،کانگریس: 244، 47 کا اضافہ اور سب سے بڑی پارٹی بی جے پی: 120، 35 سیٹوں کا اضافہ اور کانگریس کے بعد دوسری سب سے بڑی پارٹی، جنتادل: 69، 74 سیٹوں کا نقصان اور ایوان میں تیسری سب سے بڑی پارٹی ان میں اکتیس سیٹیں بہار سے اور بائیس سیٹیں یوپی سے تھیں،بقیہ سولہ سیٹیں دوسرے صوبوں سے تھیں، جنتادل کو بہار سے صرف ایک سیٹ کا نقصان ہوا تھا جب کہ یوپی میں چونتیس سیٹوں کا نقصان اٹھانا پڑا تھا،بہار میں بی جے پی کی سیٹیں آٹھ سے گھٹ کر پانچ ہوگئیں تھیں جب کہ یوپی میں بی جے پی کی سیٹیں آٹھ سے بڑھ کر اکیاون 51 ہوگئیں تھیں بہار میں جنتادل کی طاقت برقرار رکھنے میں وکالت میں ماسٹر ڈگری حاصل کیے ہوئے اور دکھنے میں پکے دیہاتی وزیر اعلیٰ لالو پرشاد کا بہت بڑا رول تھا،اس زمانے میں بہار میں لالو کا کوئی ایسا حریف نہیں تھا جو ان سے مقابلہ کرسکے،جو مقابلہ بھی کرنا چاہتے تھے وہ ان کی بے پناہ مقبولیت کے آگے سرِ تسلیم خم کردیتے تھے،جب کہ یوپی میں وی پی سنگھ، چندر شیکھر اور ملائم سنگھ کی آپسی چپقلش کی وجہ سے جنتادل کو کافی نقصان ہوا۔

انیس سو اکیانوے میں کانگریس 244 سیٹیں حاصل کرکے ایوان زیریں یعنی لوک سبھا کی سب سے بڑی پارٹی تھی، راجیو گاندھی کی اچانک دردناک وفات سے ان کی اہلیہ بہت ہی زیادہ غمگین تھیں اس لیے انہوں نے پارٹی اور حکومت کی قیادت سنبھالنے سے انکار کردیا اور آندھرا پردیش سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ رہنما نرسمہا راؤ کو وزیر اعظم بنایا گیا اور چھوٹی چھوٹی پارٹیوں کی حمایت سے انہوں نے پانچ سال حکومت کی۔

۱۹۸۹ء میں یوپی اسمبلی کی کل چارسو چوبیس نشستوں میں سے جنتادل کو دوسو آٹھ سیٹیں ملی تھیں اس طرح جنتادل کو اکثریت سے آٹھ سیٹیں کم ملی تھیں،مگر بعض چھوٹی پارٹیوں کی مدد سے ملائم سنگھ جنتادل کی طرف سے وزیر اعلیٰ بنائے گئے،اس الیکشن میں بی جے پی کو کل سنتاون سیٹیں اور کانگریس کو چورانوے سیٹیں ملی تھیں بی اس پی پہلی بار یوپی اسمبلی میں داخل ہوئی تھی،اسے تیرہ سیٹیں ملی تھیں،(بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

تحفظ شریعت اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا سید احمد ومیض ندوی

دین وشریعت میں مداخلت یا اس میں ترمیم وتنسیخ کی ناپاک کوششوں کا سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے، اس قسم کی مذموم کوششوں کا پہلا واقعہ تب پیش آیا جب نبی رحمت ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر خلافت کا بار ڈالا گیا، چنانچہ بعض جدید الایمان قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ نبی کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ختم ہوگئی، ان قبیلوں کا یہ طرز عمل دوسرے معنی میں شریعت میں مداخلت ہی کی ایک شکل تھی، گویا وہ بزبان حال کہہ رہے تھے کہ ارکانِ اسلام میں سے زکوٰۃ کے فریضہ کو ساقط کر دیا جائے وہ ہمیں نامنظور ہے، شریعت میں مداخلت یا ترمیم کے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے صدیق اکبر کمربستہ ہوگئے اور برملا اعلان کیا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا، پھر حضرت صدیق اکبر کا وہ جملہ تاریخ اسلام میں سنہرے حروف میں لکھا گیا جو دراصل آپ کی غیرت ایمانی اور حمیتِ اسلامی کا آئینہ دار ہے، انھوں نے فرمایا: ''أ یُنقَص الدین وأنا حيّ'' میرے جیتے جی دین میں کمی ہو جائے یہ کیسے ممکن ہے؟ صدیق اکبرؓ نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنہ کا مقابلہ کیا، پھر حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے دور خلافت میں خوارج کا فتنہ بھی دراصل دین اور دین کے نصوص میں تحریف وتبدیلی کا فتنہ تھا، جس کا اس دور کے اسلامی جیالوں نے ڈٹ کا مقابلہ کیا، عباسی دور خلافت میں خلق قرآن کی شکل میں اٹھنے والا فتنہ بھی دراصل اسی نوعیت کا تھا، قرآن مجید کے تعلق سے اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، اس کی مخلوق نہیں ہے، لیکن خلیفہ مامون بعض گمراہ فرقوں سے متاثر ہو کر خلق قرآن کا قائل ہو گیا تھا، جو علماء قرآن کو مخلوق کہنے سے انکار کرتے تھے انھیں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں، علماء حق نے ہر قسم کے مظالم سہنا گوارا کر لیا، لیکن دین کو بدلنے کی اجازت نہیں دی، اس حوالہ سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا کردار نہایت تابناک اور روشن ہے، امام صاحب کو جیل میں کوڑے برسائے جاتے تھے، کوڑے برسانے والے جوان تھک جاتے، مگر امام صاحب کی زبان پر یہی جملہ ہوتا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، پھر ہندوستان کی سرزمین میں دین وشریعت میں تبدیلی کی، جو سب سے بڑی تحریک شروع ہوئی، اس کا بانی اکبر تھا، اکبر نے شریعت میں تبدیلی کی ایسی طاقتور مہم شروع کر دی کہ دین اسلام کی جگہ اس نے ایک نئے دین دین الٰہی یا دین اکبری کی بنیاد ڈالی، نام نہاد اور ضمیر فروش علماء نے اس کا ساتھ دیا، لیکن اس عظیم فتنے کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کو کھڑا کیا، جنھیں مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے، مجدد صاحب نے جو دراصل سلسلہ نقشبندیہ کے گل سرسبد ہیں، اپنے مکتوبات اور اپنے اصلاحی وتجدیدی کارناموں کے ذریعہ وہ انقلاب برپا کیا کہ دین اسلام میں تحریف وتبدیلی کی ساری اکبری کوششیں اور اس کے اثرات ہمیشہ کے لیے دفن ہوگئے۔

مغلیہ دور میں اسلامی قانون ہی ہندوستان کا ملکی قانون تھا، نہ صرف عائلی معاملات میں شریعت اسلامی کے مطابق فیصلے کیے جاتے تھے، بلکہ فوجداری قانون بھی شرعی حدود کے مطابق چلایا جاتا تھا، البتہ غیر مسلموں کو ان کے عائلی مسائل میں اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی مکمل آزادی تھی، ہندوستان پر انگریزی تسلط کے بعد بھی انگریز جج اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، بعد میں رفتہ رفتہ انگریزی قانون رائج ہوتا گیا، حتی کہ ۱۸۶۲ء میں اسلام کے فوجداری قانون کو ختم کر کے انڈین پینل کوڈ نافذ کر دیا گیا، اور نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ مسائل میں اسلامی قانون باقی رہنے دیا گیا، لیکن مسلمان عائلی مسائل میں دیگر اقوام سے متاثر ہونے لگے، اور اسلامی تہذیب کی جگہ غیر اسلامی تمدن جڑ پکڑنے لگا، جس کی وجہ سے ۱۹۳۷ء میں علماء اور عام مسلمانوں کے مطالبہ پر انگریز دور حکومت میں مسلم پرسنل لا کا نفاذ عمل میں آیا، ملک کی آزادی کے بعد انگریزوں کے مرتب کردہ مسلم پرسنل لا کو باقی رہنے دیا گیا، آزادی کے بعد ملک کا سیکولر دستور بنا جس میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذاہب پر عمل کی کھلی چھوٹ دی گئی، لیکن روز اول سے ملک میں ایک ایسا طبقہ سرگرم رہا جس کا مقصد مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو ختم کر کے انھیں ملک کی تہذیب میں ضم کرنا تھا، چنانچہ یہ طبقہ ہمیشہ سے دستور کی دفعہ ۴۴؍ کا سہارا لے کر شریعت میں مداخلت، یا تبدیلی اور یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا مطالبہ کرتا رہا، یکساں سول کوڈ کے حامیوں کو اس وقت زبردست شہ ملی، جب ملک کے وزیر قانون ایچ آر گوکھلے نے پارلیمنٹ میں لے پالک بل پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ یکساں سول کوڈ کی تدوین کی سمت پہلا قدم ہے، اس اعلان کے ساتھ ملت اسلامیہ ہند میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور عروس البلاد ممبئی میں ایک نمائندہ کنونشن منعقد کیا گیا، جس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا، ۱۹۷۲ء میں منعقد ہونے والے ممبئی اجلاس میں تمام مکاتب فکر کے علماء ودانشوران نے شرکت کی، اور سب کے اتفاق سے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ کو مسلم پرسنل لاء بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا، بورڈ اپنے قیام سے تا حال تحفظ شریعت کے لیے کوشاں ہے، اور ہر اس سازش کا مقابلہ کرتا آ رہا ہے، جس کا مقصد شریعت میں تبدیلی یا تنسیخ ہو، اس حوالے سے بورڈ کی خدمات روز روشن کی طرح واضح ہیں، بورڈ نے جہاں سیاسی وقانونی سطح پر شریعت کے تحفظ کا سامان فراہم کیا اور شریعت پر ہونے والے ہر حملے کا دفاع کیا، وہیں داخلی سطح پر اس بات کی کوشش کی کہ خود مسلمان شریعت کی بھرپور پابندی کریں، اس کی لیے اصلاح معاشرہ مہم، تفہیم شریعت مہم اور تحفظ شریعت مہم کے نام سے بورڈ نے مسلسل اصلاحی سرگرمیاں جاری رکھیں، اور یہ حقیقت ہے کہ شریعت پر ہونے والے بیرونی حملے اسی وقت کامیاب ہوتے ہیں جب اندرون مسلم معاشروں میں خود مسلمان شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں، سپریم کورٹ یا دیگر فسطائی طاقتوں کو شریعت میں تبدیلی کے مطالبہ کا موقع اسی وقت ملتا ہے جب خود مسلمان اپنے نزاعات کو قرآن وشریعت کی روشنی میں حل کرنے اور قرآن وشریعت کا فیصلہ قبول کرنے کے بجائے عدالتوں میں لے جاتے ہیں، حالیہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی مسلمانوں کے غیر شرعی طرز عمل کے سبب پیدا ہوا، سائرہ بانو یا دیگر چند خواتین نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا کر طلاق ثلاثہ کو کالعدم قرار دینے کی جو درخواست کی ہے اس کا اصل محرک ان کے شوہروں کا غیر شرعی طرز عمل تھا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس وقت عام مسلمان طلاق کا مطلب تین طلاق ہی سمجھتا ہے، بیشتر مسلمانوں کا خیال ہے کہ جب تک طلاق طلاق طلاق تین مرتبہ نہ کہا جائے طلاق پڑتی ہی نہیں، کیا یہ واقعہ نہیں کہ عائلی مسائل ونزاعات میں اکثر مسلمان اسلامی دار القضاء سے رجوع ہونے کے بجائے عدالتوں کے چکر کاٹتے ہیں، ذرا پولیس اسٹیشنوں کا جائزہ لیجئے، ہر جگہ برقع پوش خواتین کی بھیڑ نظر آئے گی، جب دو مسلمانوں کے درمیان آپس میں نزاع پیدا ہو جائے یا میاں بیوی میں ناچاقی ہو تو کیا وہ دونوں اسلامی شریعت کے مطابق اپنے مسئلہ کو حل کرنے کے پابند نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں کا ہر معاملہ قرآن وسنت سے جڑا ہوا نہیں ہے؟ کیا ہم نے قرآن مجید کی وہ آیت نہیں پڑھی جس میں صاف الفاظ میں کہا گیا کہ مسلمان اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنائیں، اور آپ کے فیصلے کو دل سے قبول نہ کریں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ بات قسم کھا کر نہیں فرمائی؟ کیا قرآن میں خدا کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق نہیں کہا گیا؟ کیا نبی کا یہ ارشاد ہم نے نہیں سنا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس دین وشریعت کے تابع نہ ہو جائے، جسے میں لیکر آیا ہوں۔ ''لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به''

ان سارے حقائق کے باوجود ہماری شریعت سے روگردانی اور دشمنوں کی جانب سے شریعت میں مداخلت پر واویلا مچانا کہیں ہمارے منافقانہ کردار کی نشاندہی تو نہیں کر رہا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ شریعت کو دوسروں سے کہیں زیادہ اپنوں سے خطرہ ہے، خود مسلمانوں نے شریعت کو کنارے لگا دیا ہے، مسلمان خود آمادہ نہیں کہ ان کے نزاعات میں شریعت کا عمل دخل ہو، اس وقت طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں حکومت کے خلاف ملت اسلامیہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہوگئی ہے، تمام مکاتب فکر کے مسلمان ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ وہ شریعت میں مداخلت کی کسی بھی کوشش کو ہرگز قبول نہیں کریں گے، یہ ایک خوش آئند بات ہے، لیکن اس کے ساتھ ہر مسلمان کو اس بات کا عہد کرنا ہے کہ وہ ازدواجی اور عائلی معاملات میں شریعت کی پابندی کرے گا، وہ چھوٹی موٹی باتوں پر طلاق کا خیال تک ذہن میں نہیں لائے گا، اگر طلاق ناگزیر ہو جائے تو طلاق کے شرعی طریقہ کے مطابق طلاق دے گا، تین طلاق دے کر دین وشریعت کا مذاق نہیں اڑائے گا، اس وقت حکومت سے اظہار برہمی کے لیے جس قدر احتجاج کیا جا رہا ہے یا ریلیاں نکالی جا رہی ہیں، اس سے کہیں زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ایک ایک مسلمان کے پاس پہونچ کر اس کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر گذارش کریں کہ بھائی طلاق، نکاح، خلع اور دیگر عائلی مسائل کا ضروری شرعی علم حاصل کرو، اور خدا کے واسطے زندگی کے ہر معاملہ میں شریعت کی پابندی کرو، جب تک مسلمان شریعت پر مضبوطی کے ساتھ عمل کر کے خود کو نہیں بدلیں گے تب تک غیروں کی جانب سے شریعت کو بدلنے کا دروازہ کھلا رہے گا، اور جس وقت مسلمان اپنے ہر مسئلہ کو اسلامی دار القضاء سے رجوع کر کے شریعت کے مطابق حل کرنے لگیں اس طور پر کہ عدالتوں سے رجوع ہونے والے برائے نام رہ جائیں، اس وقت دشمن شریعت میں تبدیلی کے تعلق سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائیں گے، قرآن وسنت میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ شریعت کا تحفظ کریں، ارشاد نبوی ہے: إن اللّٰہ فرض فرائض فلا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها. (مشکوٰۃ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) اللہ نے چند چیزوں کو فرض فرمایا ہے، تم انھیں ضائع نہ کرو، اور چند باتوں کو حرام ٹھہرایا ہے، ان کی خلاف ورزی نہ کرو، اور چند حدیں مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو، نیز قرآن مجید میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید کی گئی ہے: ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعا'' کیا ہمیں معلوم ہے کہ اللہ کی رسی کیا ہے؟ اللہ کی رسی اس کی شریعت اور اس کی کتاب ہے۔

مسلمانوں میں تحفظ شریعت کا شعور بیدار کرنے اور انھیں اپنے ہر معاملہ میں شریعت سے رجوع کروانے کے لیے درج ذیل اصلاحی سرگرمیوں کو تیز کرنا ہوگا:

۱۔ عام مسلمانوں کو اسلام کے عائلی وازدواجی قوانین مسائل سے آراستہ کرنے کے لیے شہر شہر، بستی بستی اور محلّہ محلّہ جلسوں کا انعقاد عمل میں لایا جائے۔

۲۔ مسلم نوجوانوں کی دینی تربیت کے لیے منصوبہ بند نظام العمل بنایا جائے، دعوتی واصلاحی تحریکوں سے انھیں مربوط کیا جائے، علماء اور ائمہ کرام سے استفادہ کی انھیں تلقین کی جائے۔

۳۔ ہر بڑے شہر میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے تحت اسلامی دار القضاء کا قیام عمل میں لایا جائے، اور اس کے ساتھ شہر کے عام مسلمانوں میں عائلی ونزاعی معاملات میں اسلامی دار القضاء سے رجوع ہونے کا شعور بیدار کیا جائے، الحمد للہ مسلم پرسنل لا بورڈ اس سلسلہ میں متحرک بھی ہے۔

۴۔ خوفِ خدا اور آخرت میں جواب دہی کا احساس پیدا کرنے کے لیے عامۃ المسلمین میں دعوت واصلاح کا کام مؤثر انداز میں کیا جائے کہ اس کے بغیر شریعت پر عمل کی فکر پیدا نہ ہوگی، زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو دعوتی واصلاحی کوششوں سے مربوط کرنے کی مہم چلائی جائے۔

۵۔ ملتِ اسلامیہ کے عام افراد میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ ملک کی فرقہ پرست طاقتیں شریعتِ اسلامی میں مداخلت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں، ایسے میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی فرقہ پرست طاقتوں کی سازشوں سے آگاہ رہے، اور اپنی کسی حرکت سے دشمنوں کو شریعت میں مداخلت کا موقع نہ دے۔

۶۔ حضرات علماء کرام مسلم وکلاء کے لیے تربیتی پروگراموں کا انعقاد کرتے رہیں، تاکہ انھیں شریعت کے عائلی وازدواجی قوانین سے بھرپور واقفیت ہو، اور ان سے رجوع ہونے والے مسلمانوں کو وہ شریعت کے مطابق فیصلہ کروانے کی تلقین کر سکیں۔

۷۔ اہل علم اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ طلاق، تعدد ازواج اور وراثت وغیرہ کے اسلامی قوانین سے متعلق غیر مسلم دانشوروں اور میڈیا سے وابستہ افراد کو جو بدگمانیاں ہیں ان کا ازالہ کریں، اس کے لیے باقاعدہ مختلف پروگرام منعقد کیے جائیں جن میں انھیں مدعو کیا جائے۔

۸۔ اس وقت مسلمان بچوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے لئے جگہ جگہ مکاتب قائم کرنے کی بھی مزید ضرورت ہے۔

۲۰۱۹ء کے عام انتخابات اور ملک کی سیاسی صورت حال

ڈاکٹر محمد منظور عالم

۱۱؍اپریل تا۱۹؍مئی ۲۰۱۹ء کو ملک بھر میں عام انتخابات ہورہے ہیں۔ یہ انتخابات ۷؍مرحلوں میں ہوں گے۔لوک سبھا کے ہونے والے اس ۱۷؍ویں انتخابات کو ہندوستانی جمہوریت کی بقاء کی جنگ کہا جاسکتا ہے۔ بلاشبہ یہ جنگ ۱۳۵؍کروڑ رائے دہندگان کے تحفظ کی جنگ ہے۔ ہندوستان میں سیکولرزم، رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، مذہبی، معاشرتی مساوات کو زندہ رکھنے والی اس جنگ میں تمام ہندوستانیوں کو باہم متحدہ کراس ملک کے جمہوری اور آئینی ادارے کی خودمختاری کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ملک سنگین صورتحال سے دوچار ہے اور برسراقتدار گروہ کی سرپرست ایک تنظیم نے پورے معاشرے میں فرقہ پرستی اور مذہبی منافرت کا زہر پھیلا دیا ہے اوراس ملک کی اکثریتی آبادی کا برین واش کرنے کی پوری مہم سازی کررہی ہے۔حالت بہ ایں جارسید کہ آج ہندوستان کی روایتی رواداری، بھائی چارہ اور سماجی ہم آہنگی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آج آر ایس ایس کا غلبہ اس انتہا پر ہے کہ تمام حکومتی وغیر سرکاری ادارہ جات اور مختلف شعبہ ہائے حیات میں اس کے اثرات ونفوذ کا انکار ممکن نہیں۔سنگھ پریوار اور اس کی ذیلی تنظیموں کا حال یہ ہے کہ انہیں جمہوریت نہ صرف یہ کہ برداشت نہیں، بلکہ اس ملک کے آئین کا نفاذ بھی انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ اس کی روح کو ملیامیٹ کردینے کے درپے ہیں۔ مذہبی انتہاپسندی اس حد تک غالب آگئی ہے کہ آئے دن انتہائی معمولی معمولی باتوں کو حیلے بہانے سے فرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور ملک خطرناک رخ پر جارہا ہے۔آج ملک، جمہوریت کی بجائے آمریت کی طرف ڈھکیلا جارہا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا دور شاید پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔عالمی سطح پر ہندوستان کی شبیہ داغدار ہوئی ہے۔ مذہبی رواداری، تحمل مزاجی، اعتدال پسندی اور پُرامن بقائے باہم کے اصولوں پر چلنے والے ملک ہندوستان کی شناخت متاثر ہوئی ہے۔حکمراں بی جے پی، ہندو قوم پرستی کے نظریے پر زور دیتی ہے اور اکثریتی فرقہ کی مذہبی شدت پسندی کو پروان چڑھایا گیا ہے۔ پورے ملک میں اس وقت جو حالات ہیں، وہ دراصل ثقافتی طور پر تنگ نظر گروہ اور فرقہ پرست طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں ہیں اور جس کے پس پشت جمہوریت اور سیکولرزم نیز آئین کی بالادستی پر یقین نہ رکھنے والی وہ قوتیں ہیں، جو اس ملک کو سنگھ پریوار کی آئیڈیالوجی کے تحت ''ہندوراشٹر'' بنانے کا خواب دکھا کر اپنے مقاصد کو روبعمل لانا چاہتی ہیں اور اپنی ثقافتی بالادستی کو یقینی بنانا چاہتی ہیں۔ چنانچہ اس ملک کو ایک واقعی سیکولر جمہوری ملک کے باقی رہنے اور خود مسلمانوں کو اپنے مستقبل کے لیے مؤثر لائحۂ عمل بنانے کی خاطر موجودہ صورت حال کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ملک کی مجموعی آبادی میں مذہبی اقلیتوں کی آبادی 20.20 فیصدی بتائی جاتی ہے، جن میں مسلمانوں کی آبادی 14.2 فیصدی ہے، بقیہ 6؍فیصدی اقلیتوں کی آبادی میں عیسائی، بودھ، جین اور دیگر عقائد کے لوگ آتے ہیں۔ آئین کی دفعہ 29 اور 30 کے تحت ملک کی اقلیتوں کو اس کے ثقافتی اور تعلیمی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ہمارے ملک کا قیام انصاف، آزادی، مساوات اور بھائی چارگی کے آئینی اصولوں کے تحت ہوا ہے۔لہٰذا برسراقتدار آنے والی ہر ایک سرکار کو بلاامتیاز انہی اصولوں کا احترام کرتے ہوئے اپنی پالیسیوں، پروگراموں، تشکیل قانون اور حکومت کا نظم ونسق چلانے کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے بی جے پی کے زیر قیادت قومی جمہوری محاذ (NDA) وحکومت جس پر آر ایس ایس کا غلبہ ہے، اس ملک کی مذہبی اقلیتوں کے ساتھ تفریق کرتی رہی ہے اور مختلف بہانوں سے انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے۔ انصاف کی سیاست کی جگہ نفرت کی سیاست کرنا موجودہ حکومت کا طرز عمل ہے۔

سیکولرزم اور دستور وآئین نے گوکہ سبھی شہریوں کو بنیادی حقوق عطا کیے ہیں، تاہم اظہار خیال کی آزادی کو ختم کرنے اور ہماری آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔انصاف، مساوات، آزادی اور آپسی میل ومحبت ہی دستور ہند کے ایسے نکات ہیں، جن کی نفی کرکے ملک قطعاً ترقی وخوشحالی کی منزل نہیں پاسکتا۔اس ملک کے اندر ''کثرت میں وحدت'' کا جو تصور ہے، وہی اس ملک کی اصل روح ہے۔اس سے قطع نظر عدم مساوات کا جو ماحول ہے، وہ اس ملک کے حق میں نہیں۔

آزادی کے ۷۰؍سالوں کی تکمیل پر بھی یہاں کی مذہبی اقلیتیں بالخصوص مسلمان، سماجی انصاف اور مساوات سے بہت دور ہیں۔آج 'ویلفیئر ٹرسٹ' کا تصور بے معنی ہوتا جارہا ہے اور اب تسلسل کے ساتھ علاقائیت، فرقہ واریت اور زبان وثقافت کی بنیاد پر تفریق کا عمل جاری ہے۔ ملک میں تہذیبی تنوع اور انسانی حقوق کے دائرے کو وسیع کرتے ہوئے اقلیتوں کے تہذیبی اور تعلیمی حقوق کو اس کی حدود کے اندر شامل کیا جائے، تاکہ ہر اقلیت اپنی شناخت پر اصرار کرسکے۔

ووٹ دینا قومی وملی ذمہ داری

مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ

اسلام نے معاشرہ کے اندر یہ ذوق اور رجحان پیدا کیا ہے کہ ہر فرد اپنے ذاتی اور شخصی معاملات سے لے کر امورِ سیاست تک ہر معاملہ میں مشورے کا عادی ہو اور یہ چیز اس کے مزاج میں رچ بس جائے۔ مشاورت کا ایک خاص طریقہ لازم قرار دینے کی بجائے اسلام نے اسے حالات وضرورت پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ خلافتِ راشدہ کے دور میں اجتماعی مشاورت بیعت کے ذریعے ہوتی تھی اور اب یہ معاملہ انتخابات کے ذریعے ہوتا ہے اور ووٹ اس کا اہم ترین جزو ہے۔موجودہ دور کے علما نے ووٹ کو شہادت، امانت، وکالت، مشاورت، شفاعت، قضا اور سیاسی بیعت کی حیثیت سے قیاس کیا ہے۔ معاشرے کے افراد اپنی انفرادی آزادیوں کو اجتماعی نظام میں ڈھالتے ہیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو نظم اجتماعی چلانے کا اختیار سونپ دیتے ہیں، اسلام نے نظمِ اجتماعی وحکومت کے قیام میں مشاورت کو بنیادی اصول قرار دیا ہے، شوریٰ کا تصور دورِ جاہلیت میں بھی تھا، اسلام نے اسے برقرار رکھا اور مطلق العنانی کے مقابلہ میں یہ اصول پیش کیا کہ مسلمانوں کے سیاسی وانتظامی معاملات ان کی رائے اور مشورے سے طے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور اُن کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور اس مال میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ الشوریٰ: ۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوریٰ کی فضیلت اور امت کے اجتماعی نظام کے لیے اس کی ضرورت اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے بہتر لوگ تمہارے امیر ہوں، تمہارے دولت مند بڑے دل والے ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے درمیان مشورے سے طے ہوں تو زمین کے اوپر کا حصہ تمہارے حق میں اس کے نیچے کے حصے سے بہتر ہوگا۔'' (سنن الترمذی)

باہمی مشاورت سے حکومت کا قیام اور امورِ مملکت کو انجام دینا اسلام کا طرّہ امتیاز رہا ہے، اس اعتبار سے رائے دہندگان کے لیے ضروری ہے کہ باصلاحیت، قوم وملت کے ہمدرد، اخلاق وکردار کے حوالے سے اچھی شہرت کے حامل اور فرض شناس کے حق میں ووٹ دیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔ (سورۃ النساء: ۵۸)

جس سے مشورہ طلب کیا جائے، وہ مشورہ دینے کے بارے میں امین ہے اور امانت کا تقاضہ یہ ہے کہ صحیح اور درست مشورہ دیا جائے، کسی ذاتی لالچ، یا خود غرضی کے بدلے ظالم وجابر کو اختیار سونپنے کا مشورہ (ووٹ) دینا دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا ہے۔ اللہ جل شانہ سچی شہادت کو لازم وضروری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرتے ہیں: ''اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہوجاؤ، خواہ خود تمہارے اپنے، یا والدین، یا رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو، اگرچہ (جس کے خلاف گواہی ہو) مال دار ہے، یا محتاج، اللہ ان دونوں کا زیادہ خیرخواہ ہے۔'' (سورۃ النساء: ۱۳۵)

نیز سچی شہادت کا چھپانا حرام اور جرم کے دائرہ میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور تم گواہی کو چُھپایا نہ کرو، اور جو شخص گواہی چُھپاتا ہے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۸۳)

ووٹ کو شہادت کی حیثیت دینے سے اس قرآن وسنت کے وہ تمام احکام جاری ہوتے ہیں، جو شہادت کے حوالے سے دیے گئے ہیں؛ اس لیے دین داری کا تقاضا ہے کہ ووٹ کے صحیح استعمال کو یقینی بنایا جائے۔

حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو ووٹ ضرور ڈالنا چاہیے، البتہ ووٹ ڈالنے جس امیدوار کے حق میں ووٹ ڈال رہا ہے، اس کے حق میں گویا یہ خود ہی گواہی دے رہا ہے کہ یہ امیدوار میرے علم کے مطابق سب سے زیادہ مستحق اور دیانت دار ہے، اس لیے چند امور اس کو ملحوظ رکھنے چاہئیں (۱) ووٹ ڈالنے میں احتیاط سے کام لے، غلط جگہ مہر نہ لگے، یا اگر مشین کے ذریعہ یہ عمل کیا جارہا ہو تو مشین (ای وی ایم) کا بٹن غلط نہ دبے، اس کا خیال رکھے، ورنہ اس کا ووٹ ضائع ہوجائے گا، جو کہ بڑا نقصان ہے۔ (۲) باہم مشورے سے خوب سوچ سمجھ کر ووٹ دے، محض اپنے تعلقات یا غیر شرعی دباؤ سے متاثر ہوکر ہرگز ووٹ نہ دے۔ (۳) جو امیدوار اس کے علم کے مطابق ووٹ کا زیادہ مستحق ہے، دیانۃً اسی کو اپنا ووٹ دے۔ (۴) جس امیدوار سے نقصان پہنچنے کا غالب اندیشہ ہو، اس کو ہرگز ووٹ نہ دے۔ (۵) اگر تمام امیدواروں کے حالات یکساں ہوں تو پھر جس سے زیادہ فائدہ کی امید اور کم نقصان کا اندیشہ ہو، اس کو ووٹ دے۔ (۶) روپیہ یا کوئی مال لے کر کسی کو ووٹ نہ دے، یہ بدترین رشوت اور حرام فعل ہے۔

ساتھ ہی امیدواروں کو منتخب کرتے ہوئے یہ خیال بھی رکھے کہ ان کے سیاسی نظریات اور افکار ملک میں امن و سلامتی قائم کرنے والے ہوں، شہریوں کے ساتھ انصاف، مساوات اور یکساں مواقع ان کا ایجنڈا ہو، ملک کو تعلیمی، سائنسی، اور معاشی ترقی سے ہمکنار کرنے اور ایک ترقی یافتہ اور پرامن ملک کی تعمیر وتشکیل کا عزم ہو، نفرت و عصبیت، ذات پات کی سیاست پر یقین رکھنے والی اور ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو متاثر کرنے والی سیاسی جماعتوں کو ووٹ دے کر اپنے ووٹ کو خراب نہ کریں۔ابھی جو ماحول ہے اس میں دیکھا جارہا ہے کہ سیاسی پارٹیاں ایسے لوگوں کو اسمبلی وپارلیامنٹ میں بھیج رہی ہیں، جو اخلاق وکردار کے اعتبار سے کرپٹ ہیں اور انتہائی دریدہ ذہنی کے ساتھ نفرت کا پرچار کرتے ہیں، وہ کبھی ذات برادری کے نام پر اور کبھی مذہب کے حوالہ سے دریدہ ذہنی کرتے ہیں، جس سے سماج کا ایک طبقہ دوسرے کے بارے میں نفرت میں مبتلا رہتا ہے اور اس سے ان کا مقصد اپنے ووٹروں کو خوش کرنا اور ان کے مذہبی ونفرت کے جذبات کو بھڑکا کر ان کے ووٹ کو اپنے حق میں محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے، یہ نفرت انتہائی خطرناک ہے۔عدالت اور انتظامیہ کو ایسی سیاسی پارٹیوں پر روک لگانی چاہئے، عدالت اور انتظامیہ کے علاوہ ملک میں مختلف کمیشن قائم ہیں، جن کا کام اقلیت، خواتین، بچے، دلت، سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقات اور عام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے، اگر یہ نفرت کے بیوپاریوں کی طرف سے آنکھ بند کررہی ہیں تو وہ اپنی بنیادی ذمہ داری سے غافل ہورہی ہیں، اسی طرح الیکشن کمیشن ہے، جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ الیکشن کے موقع پر غیر قانونی کام کرنے والے افراد، نمائندے اور الیکشن میں حصہ لینے والوں کی نفرت انگیز باتوں پر گرفت کرے۔ان کے انتخاب کو کینسل کردے، سب سے زیادہ نفرت ان ہی سیاست دانوں کے ذریعہ پھیلتی ہے اور ملک کے افراد کی جان ومال کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، یہ اپنی نجی وعوامی گفتگو اور اپنے رویوں سے نفرت وفتنہ برپا کرنے والی تنظیموں کو شہ دیتے ہیں، ان کے جرائم پر پردہ ڈالتے ہیں اور قانونی گرفت سے ان کو بچاتے ہیں، اس لیے الیکشن کمیشن کی ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

امریکہ نے بی-1 جنگی طیاروں کے آپریشن پرلگائی روک

پیراشوٹ نظام کے خدشات کے درمیان امریکہ کے فضائیہ نے کہا ہے کہ اس نے ''بی-1 بی لانسر سٹریٹیجک سٹیلتھ'' جنگی طیاروں کے آپریشن پر روک لگا دی ہے۔فضائیہ نے جمعرات کو ایک پریس ریلیز جاری کر کے کہا کہ ایئر فورس کے ''گلوبل سٹرائیک کمانڈ کمانڈر'' نے ۲۸؍مارچ کو بی-1 بی لانسر بیڑے کو محفوظ طریقہ پر ہٹانے کا حکم دیا ہے۔احتیاطی اقدام کے طور پر کمانڈر نے پورے ایگریس نظام کا مکمل طور پر معائنہ کرنے کی ہدایت دی ہے۔(یواین آئی)

موسمیاتی تبدیلی اور سلامتی کے درمیان گہرا تعلق: گتیر یش

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گتیر یش نے موسمیاتی تبدیلی کو قدرتی آفت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی اور سلامتی کے درمیان نمایاں تعلق ہے۔مسٹر گتیر یش نے عالمی موسمیاتی تنظیم کی سالانہ رپورٹ جاری ہونے کے موقع پر جمعرات کو نامہ نگاروں سے کہا کہ یہ واضح ہے کہ قدرتی آفات بڑے پیمانے پر نقل مکانی کا سبب بن رہی ہیں اور یہ نقل مکانی لامحالہ در بدری میں اضافہ کرے گا۔ساتھ ہی پیداوری اور زراعت پر اثر ڈالتے ہوئے یہ قحط سالی کا سبب بنے گا اور سماجی عدم استحکام کا عنصر پیدا کرے گا۔(یواین آئی)

چین کے ساتھ تجارتی مذاکرات کے لئے امریکہ پر امید: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ امریکہ چین کے ساتھ ہونے والے تجارتی مذاکرات کے تئیں مثبت توقع رکھتا ہے۔مسٹر ٹرمپ نے جمعرات کو نامہ نگاروں سے کہا کہ ہم چین کے ساتھ تجارتی مذاکرات اور دیگر مما لک کے ساتھ دوطرفہ مذاکرات کے تئیں پرامید ہیں۔قابل ذکر ہے کہ چین کے دارالحکومت بیجنگ میں چین اور امریکہ کے حکام کے درمیان جمعہ سے مذاکرات ہو رہے ہیں جس میں امریکہ کی جانب سے وزیر خزانہ اسٹیو منوچن اور امریکی تجارتی نمائندے رابرٹ لائٹھائجر شریک ہیں، جبکہ چین کی نمائندگی نائب وزیر اعظم لیو کر رہے ہیں۔(یواین آئی)

سعودی عرب میں قید انسانی حقوق کیلیے کام کرنے والی تین خواتین کارکن رہا

سعودی عرب میں ۵؍سال قید کی سزا کاٹنے والی انسانی حقوق کی تین خاتون کارکنان کو رہا کر دیا گیا ہے جب کہ دیگر خواتین کی رہائی اتوار تک متوقع ہے۔بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب میں انسانی حقوق کے لیے سرگرم خواتین کارکنان ایمان النفجان، عزیزہ الیوسف اور رقیہ المحارب کو عارضی طور پر رہا کر دیا گیا ہے، ان خواتین کو گزشتہ برس مئی میں حراست میں لیا گیا تھا، ریاست مخالف سرگرمیوں اور غیر ملکیوں سے روابط رکھنے کے الزام میں ۵؍سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ایمنسٹی انٹرنیشنل اور برطانیہ میں قائم سعودی انسانی حقوق کی تنظیم اے ایل کیو ایس ٹی نے ۳؍خواتین کی رہائی کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا ہے کہ سزا یافتہ خواتین کارکنان کو عارضی طور پر رہائی دی گئی ہے جب کہ دیگر ۸؍خواتین کو بھی اتوار تک رہا کر دیا جائے گا۔ان ۱۱؍خواتین کو ملک کے سائبر قوانین کے تحت سزا دی گئی تھی۔(نیوز ایکسپریس)

برطانوی پارلیمان نے بریگزٹ ڈیل تیسری بار بھی مسترد کردی

برطانوی پارلیمان نے وزیر اعظم ٹریزا مے کی بریگزٹ ڈیل کو تیسری مرتبہ بھی مسترد کر دیا۔اب یا تو بریگزٹ معاملہ طویل التوا کا شکار ہو جائے گا یا پھر برطانیہ بغیر کسی ڈیل کے ہی یورپی یونین سے نکل جائے گا۔برطانوی وزیر اعظم ٹریزا مے نے اس سے قبل اراکین پارلیمان سے استدعا کی تھی کہ وہ برطانیہ کو کسی سیاسی بحران کا شکار ہونے سے بچانے کے لیے اس ڈیل کو منظور کر لیں، تاہم پارلیمان نے اس ڈیل کو دوسو چھیاسی کے مقابلے میں تین سو چوالیس ووٹوں کی اکثریت سے مسترد کر دیا۔اس پیش رفت کے بعد برطانوی کرنسی پاؤنڈ کی قدر میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق برطانوی پارلیمان کی جانب سے ٹریزا مے اور یورپی یونین کے درمیان طے شدہ اس ڈیل کے مسترد کیے جانے کی وجہ سے ملکی حکومت کو ایک اور دھچکا پہنچا ہے اور اب اس معاملے پر حکومت یکسر بے بس دکھائی دیتی ہے۔وزیر اعظم مے نے اس سے قبل پیش کش کی تھی کہ اگر اراکین پارلیمان یہ ڈیل منظور کر لیتے، تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جاتیں۔یہ بات اہم ہے کہ برطانیہ کو ۲۹؍مارچ کو یورپی یونین سے نکل جانا تھا، تاہم پارلیمان میں بریگزٹ کے معاملے پر پیدا شدہ تعطل کی وجہ سے یورپی یونین نے برطانیہ کو مزید دو ہفتوں کی مہلت دے دی تھی۔(ڈوئچے ویلے)

مسلمانوں کے خلاف چین کی پالیسی انتہائی شرمناک: امریکہ

امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے چین کی دوہری پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں کو ہراساں کر رہا ہے اور دوسری طرف پاکستانی دہشت گرد تنظیم کو بچا رہا ہے۔مائیک پومپیو نے چین کی حراست میں رہ چکے ایغور مسلمانوں اور ان کے رشتہ داروں کے حالات کے بارے میں جاننے کے بعد کہا کہ چین مسلمانوں کو لے کر دوہری پالیسی اپنا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ چین ایک طرف اگر مسلمانوں کو ہراساں کر رہا ہے تو وہیں دوسری طرف پاکستان کی ممنوعہ تنظیم جیش محمد کے سرغنہ مسعود اظہر کو اقوام متحدہ میں بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ائیک پومپیو نے ٹوئٹ کر کے کہا کہ چین کو من مانے طریقے سے حراست میں رکھے گئے تمام مسلمانوں کو رہا کرنا چاہیے اور ان کے خلاف ظلم وستم کو ختم کیا جانا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ عالمی برادری مسلمانوں کے سلسلہ میں چین کے شرمناک نفاق اور پاکھنڈ کو برداشت نہیں کر سکتا ہے۔(یواین آئی)

بزنس روزگار و کیریئر

جامعہ رحمانی مونگیر: مسابقوں کا دور ختم، امتحان کی تیاری شروع

خوشخطی کے مسابقہ کے ساتھ جامعہ رحمانی مونگیر میں مسابقوں کا دور بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، اور طلبہ سالانہ امتحان کی تیاری میں مشغول ہوگئے، خوشخطی کے اس مسابقہ میں ۶۸؍طلبہ نے حصہ لیا، خوشخطی جامعہ رحمانی کے طلبہ کی پہچان ہے، وہ اپنے اچھے حروف سے ہی ہر جگہ پہچانے جاتے ہیں، جامعہ رحمانی میں عام قلم سے اچھا لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، جس سے طلبہ کسی بھی قلم سے خوبصورت لکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔اس سے پہلے قرآنی کوئز منعقد ہوا، جس میں ایک سوبیس طلبہ نے حصہ لیا، یہ ایک سوایک تحریری سوالات پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں قرآن کے متشابہات سے متعلق آیتوں کو پوچھا جاتا ہے، سیرت کوئز کا بھی انعقاد ہوا تھا، جس میں ایک سو طلبہ نے حصہ لیا تھا، اس کوئز میں بھی تحریری ایک سوایک سوالات سیرت رسول اللہ سے متعلق ہوتے ہیں، نعت کا مسابقہ بھی ہوا، جس میں ۴۶؍طلبہ نے حصہ لیا۔جامعہ رحمانی میں انجمن نادیۃ الادب کے تحت مختلف قسم کے مسابقے اور کوئز منعقد ہوتے ہیں، جس میں تقریر، تحریر، کوئز، اذان، نعت، قرأت، خوشخطی، بیت بازی وغیرہ کے مسابقے ہوتے ہیں، ان مسابقوں سے طلبہ میں جرأت اظہار وگفتار پیدا ہوتی ہے، اور وہ تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ میدان عمل میں خدمت کے لائق ہوتے ہیں۔جامعہ رحمانی کے سرپرست مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی ہدایت کے مطابق یہ مسابقے ہوتے ہیں، اس مسابقہ کو جامعہ رحمانی کے استاذ جناب مولانا محمد نعیم صاحب رحمانی کی نگرانی حاصل ہوتی ہے، اور جامعہ رحمانی کے اساتذہ کا بھرپور تعاون حاصل ہوتا ہے۔

دارالعلوم الاسلامیہ میں ختم بخاری شریف کا اجلاس ۱۴؍اپریل کو

امارت شرعیہ کے قائم کردہ معروف دینی تعلیمی ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ رضا نگر، گون پورہ، پھلواری شریف، پٹنہ میں ختم بخاری شریف کا دسواں عظیم الشان اجلاس مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت میں مورخہ ۱۴؍اپریل ۲۰۱۹ء روز اتوار کو صبح نو بجے سے منعقد ہوگا۔اس موقع پر طلبہ دارالعلوم الاسلامیہ کا تقریری پروگرام بھی ہوگا اور حضرت امیر شریعت مدظلہ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیں گے ساتھ ہی اپنی اسناد کے ساتھ حدیث پڑھنے، پڑھانے اور روایت نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔بزرگوں کا تجربہ ہے کہ اس موقع سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لیے فرزندان توحید سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر علماء کے خطابات سے مستفید ہوں، اور درس حدیث و دعا کی سعادت سے سرفراز ہوں۔

امارت پبلک اسکول نگڑی، رانچی میں نئے داخلہ کے سلسلہ میں پیش رفت اور تقسیم اسناد

مورخہ ۲۶؍مارچ ۲۰۱۹ء روز منگل کو مولانا محمد ابوالکلام شمسی کی قیادت میں امارت پبلک اسکول کے ذمہ داروں و اساتذہ نے نئے داخلہ کے سلسلہ میں کرگی، گڑھ گاؤں، کیشا اور جادہ ٹولی کا دورہ کیا۔تمام جگہ کے لوگوں نے باتوں کو توجہ سے سنا اور امید دلائی ہے کہ اس مرتبہ داخلہ میں اچھا خاصہ اضافہ ہوگا۔مساجد میں عمومی گفتگو کے ساتھ امارت پبلک اسکول کا یہ قافلہ ڈور ٹو ڈور بچوں کے والدین سے ملا، اور انہیں امارت پبلک اسکول کی خصوصیات بتائیں، انہیں بتایا گیا کہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کا مشن یہ ہے کہ ہمارے بچے معیاری عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے دین و مذہب سے بھی آشنا ہوں اور اسلامی اخلاق اور تعلیمات سے بھی بہرہ ور ہوں، اسی مقصد کے پیش نظر امارت پبلک اسکول قائم کیا گیا ہے، جہاں معیاری عصری تعلیم کئے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور انہیں بہتر اسلامی ماحول مہیا کر کے ان کی اخلاقی تربیت بھی کی جاتی ہے تاکہ یہ بچے آگے چل کر ایک اچھے شہری اور ایک پکے مسلمان بن سکیں۔اس سے قبل مورخہ ۲۵؍مارچ روز سوموار کو اسکول میں طلبہ وطالبات کے والدین اور سرپرستوں کے ساتھ ایک میٹنگ الحاج مسلم صاحب کی صدارت میں رکھی گئی، اس میٹنگ میں مولانا محمد ابوالکلام شمسی نے امارت پبلک اسکول کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ اسکول کا قیام اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کے فروغ کے لیے ہوا ہے، انہوں نے گارجین حضرات سے کہا کہ اپنے بچوں کا اسکول میں داخلہ کرا کے مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ بچے کیا پڑھ رہے ہیں اس پر نظر رکھیں، بچوں کو اسکول میں ملے ہوئے اسباق یاد کرائیں، اور گھروں میں بھی انہیں اچھے اخلاق اور اچھی عادتیں سکھائیں تبھی آپ کے بچے کامیاب ہوں گے۔انہوں نے کہا کہ ہمارے گھروں کا نظام کس طرح بہتر ہو اس کی ہم سب کو فکر کرنی چاہئے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں اور ان کی بہتر تربیت کریں۔انہوں نے گارجین حضرات سے اپیل کی کہ اپنے اپنے علاقہ میں جا کر اسکول کا تعارف کرائیں، اسکول کے استاذ مولانا جمیل احمد صاحب نے اسکول کے طریقہ تعلیم، بچوں کی تربیت اور اساتذہ کی طرف سے بچوں کے ساتھ حسن اخلاق کا تذکرہ کیا اور کہا کہ ان شاء اللہ یہ اسکول ایک نمونہ کا اسکول بنے گا، ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ اس سال اسکول میں نرسری سے درجہ ششم تک ایڈمیشن ہوں گے، اس موقع سے اپنے اپنے درجوں میں کامیاب طلبہ کو سرٹیفکٹ بھی تقسیم کیے گئے۔اس مجلس کا آغاز حافظ سفیر الدین صاحب کی تلاوت سے ہوا، نظامت کے فرائض مولانا سہیل سجاد قاسمی نے انجام دیے، اس مجلس سے الحاج مسلم صاحب، الحاج سخاوت حسین صاحب، حافظ شمشاد صاحب، مولانا نعیم صاحب، محمد ثمیر صاحب، محمد ندیم صاحب، جناب عین الحق صاحب، مولانا زلفان ندوی صاحب و دیگر گارجین حضرات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا، ان لوگوں نے اسکول کے طریقہ تعلیم وتربیت پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

طب و سائنس

تھائیرائیڈ گلینڈ

ڈاکٹر نوشین عمران

تھائی رائڈ گلینڈ گلے میں بالکل سامنے کی طرف ہوتا ہے۔ یہ جسم کا بہت اہم گلینڈ مانا جاتا ہے کیونکہ جسم میں غذا کے ذریعے حاصل ہونے والے تمام اجزا کے میٹابولزم کا کام کرتا ہے۔ یعنی غذا کے اجزا کو تحلیل کرنے سے لے کر ہضم کرنے، توانائی حاصل کرنے اور جسم میں ان کے استعمال کو مجموعی طور پر تھائیرائڈ گلینڈ ہی کنٹرول کرتا ہے۔ تھائیرائڈ سے خارج ہونے والا ہارمون تھائیراکسن خون میں شامل ہوکر اپنا اثر کرتا ہے۔ بعض اوقات کسی خرابی کے باعث تھائی راکسن کی مقدار بعض اوقات زیادہ ہو جاتی ہے۔ دونوں طرح کی کیفیات کی الگ الگ علامات ہوتی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تھائی راکسن کی مقدار کم ہے یا زیادہ۔ اگر تھائیرائڈ ضرورت سے زیادہ تھائی راکسن بنائے تو اس کیفیت کو "ہائپر تھائیرائڈزم" کہا جاتا ہے۔ اس سے ہونے والی علامات یہ ہوسکتی ہیں، وزن میں کمی، دل کا تیز دھڑکنا، بلڈ پریشر بڑھنا، جسم میں کپکپاہٹ، ہاتھوں کا کانپنا، بہت زیادہ پسینہ آنا، گرمی ناقابل برداشت ہونا، بے چینی فکرمندی یا ہر وقت تشویش میں مبتلا رہنا، گھبراہٹ رہنا، پٹھوں کا کمزور ہوجانا، آنکھیں پھٹی پھٹی نظر آنا، نیند کی کمی، اکثر پیٹ خراب یا دست رہنا، نظر خراب ہونا یا دھندلا نظر آنا، خواتین کو ایام میں بے قاعدگی۔ اس کے برعکس تھائی راکسن کی کمی "ہائپو تھائیرائڈزم" کہلاتی ہے۔ اس کی علامات یہ ہوسکتی ہیں، وزن میں زیادتی، بعض اوقات بھوک میں کمی، تھوڑا سا کام کرنے پر بھی تھکان، نیند کی زیادتی، سستی و کاہلی، کسی بات پر توجہ مرکوز کرنے میں دشواری، یاد کرنے میں مشکل، بال جلد اور ناخن خشک یا کھردرے ہونا، قبض رہنا، ڈپریشن افسردگی مایوسی رہنا، پیروں کا سوج جانا، سانس لینے میں مشکل محسوس ہونا، گلا بیٹھ جانا، ٹھنڈک ناقابل برداشت ہونا، چہرے اور ہاتھوں پر سوجن، ہاتھوں میں سوئیاں چبھنا یا انگلیاں سن رہنا، خواتین میں ایام کی زیادتی، خواتین میں بار بار حمل ضائع ہونا۔

تھائراکسن کی زیادتی ہونے کی وجہ سے اکثر مدافعاتی نظام کی خرابی ہوتی ہے۔ مدافعاتی نظام اپنے ہی جسم کے کسی حصے کو جراثیم سمجھ کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں اور اسے ضائع کرنے یا خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تھائیرائڈ گلینڈ کے اپنے سائز سے بڑا ہوجانے کے باعث یہ گلے میں گلہڑ کی شکل میں نمایاں ہوجاتا ہے۔ اسے چیک کرنے کے لئے سر کو تھوڑا پیچھے کی جانب کر کے سامنے دیکھیں اور تھوک نگلیں۔ اگر گلہڑ چھوٹا بھی ہوگا تو نمایاں ہوجائے گا۔ گلہڑ کی موجودگی میں تھائراکسن کم بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی عموماً بالکل درمیان میں چھوٹی سی گلٹی ٹیومر یا کینسر ہوسکتی ہے جبکہ بڑا یا بہت نمایاں گلہڑ اکثر کینسر نہیں ہوتا۔ کینسر کی تشخیص کے لئے تھائیرائڈ کا سکین کروانا لازمی ہے۔ جس کے بعد ضرورت پڑنے پر بائی آپسی کی جاتی ہے۔

تھائراکسن ہارمون کی مقدار چیک کرنے کے لئے خون میں T3 T4, TSH, چیک کیا جاتا ہے۔ TSH تھائرائڈ کا ہارمون نہیں بلکہ یہ دماغ سے خارج ہوتا جو تھائرائڈ کے ہارمون بنانے کی مقدار کو کنٹرول کرتا ہے۔ اگر TSH زیادہ ہوگا تو اس کا مطلب تھائرائڈ خود کم ہارمون بنا رہا ہے اور دماغ اسے زیادہ بنانے کا حکم دینے کے لئے زیادہ TSH خارج کر رہا ہے۔ اگر TSH زیادہ ہو اور تھائراکسن T4 نارمل یا نارمل کے قریب ہو تو بھی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جسم کی ضرورت کے مطابق تھائراکسن کم ہے۔ ایسی صورت میں کچھ دن بعد دوبارہ ٹیسٹ ضرور کروانا چاہیے یا ڈاکٹر کے مشورے سے معمولی مقدار میں دوا شروع کرنا چاہیے۔ تھائراکسن نارمل سے زیادہ ہونے یا ہائپر ہونے کی صورت میں دوسری طرح کی دوا دی جاتی ہے۔

تھائی رائیڈ کی بیماری کی مردوں میں پانچ فیصد اور خواتین میں 10 سے 12 فیصد تک ہے تاہم 90 فیصد مریضوں میں تشخیص نہیں ہوتی اس بیماری کی علامات ایسی ہیں جن میں سے کوئی نہ کوئی ہر شخص میں پائی جاتی ہے، اس لیے اس کی شناخت نہیں ہو پاتی۔ ہر گلٹی کینسر نہیں ہوتی اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم تمام گلٹیاں خطرے سے خالی نہیں ہوتیں اس لیے اس بارے میں ڈاکٹر زکو بڑی توجہ سے مریض کی رہنمائی کرنی چاہیے اس بیماری سے بے شمار پیچیدگیاں ہوسکتی ہیں جس میں خواتین میں بانجھ پن بھی شامل ہے۔

تھائی رائیڈ کا ٹیسٹ پیدائش کے پہلے ہفتے میں ہوجانا چاہیے۔ اس مرض میں ریڈیو ایکٹو ٹریٹمنٹ بھی ممکن ہے۔ تھائی رائیڈ میں اچھی ادویات، سرجری اور دیگر طریقوں سے علاج ممکن ہے۔

تھائی رائیڈ ز ہونے کی کیا کیا علامات ہیں، وہ درج ذیل ہیں: ☆ تھائی رائیڈز سے متاثرہ افراد کے بال تیزی سے گرنا شروع ہوجاتے ہیں اور ان کے بال کمزور ہونے لگتے ہیں۔ ☆ جب آپ کا وزن بے وجہ بڑھنا اور گھٹنا شروع ہوجائے تو اس کا مطلب آپ کے تھائی رائیڈز بہت آہستہ کام کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے وزن میں غیر معمولی تبدیلی آرہی ہوتی ہے ☆ تھائی رائیڈز میں تبدیلی کے باعث آپ کے مزاج میں بھی تبدیلی آنا شروع ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے آپ سستی محسوس کرتے ہیں۔ بعض لوگ مزاج میں تبدیلی کے باعث شدید ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں ☆ گلے میں سوجن تھائی رائیڈز کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔ گلے کی سوجن کا علاج فوری طور پر کروالینا چاہیئے کیونکہ گلے کی سوجن خطرناک بھی ثابت ہوسکتی ہے ☆ اس کے علاوہ خشک جلد، بھربھرے ناخن، کمزور بال، نظر کی کمزوری، ہڈیوں میں درد اور تھکاوٹ وغیرہ بھی تھائی رائیڈز ہونے کی نشاندہی کرتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

رحمانی فاؤنڈیشن نے اس سال 2427 مریضوں کی آنکھوں میں لگایا لینس

رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ ہیلتھ کیئر کے ذریعہ ہر سال غریب اور ضرورتمندوں کی آنکھوں میں مفت لینس لگانے کی خدمت انجام دی جاتی ہے، جس کے تحت ہر سال ہزاروں آنکھوں کو روشنی میسر ہوتی ہے، یہ خدمت ۱۹۹۹ء سے مسلسل جاری ہے، جس کے تحت ملک کے غریب طبقہ کی آنکھوں کا ہر طرح کا علاج یہاں ہوتا ہے، روزانہ ڈاکٹر کی سہولت کے ساتھ سالانہ تقریباً دو ہزار آنکھوں میں مفت لینس لگایا جاتا ہے، انہیں دوا، چشمہ اور کھانے پینے کی بھی سہولت مفت دی جاتی ہے، اس سال رحمانی فاؤنڈیشن نے شعبہ صحت کے ذریعہ سب سے زیادہ آپریشن کیا گیا، اور پہلی بار مونگیر کی تاریخ میں اتنے افراد کی آنکھوں میں لینس لگایا گیا ہے، اس سال کل 3275 مریضوں کا رجسٹریشن ہوا، جس میں 2427 مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا گیا، جو اپنے آپ میں ایک بڑا کارنامہ ہے، اور انسانی خدمت کی راہ میں سنگ میل ہے اور یہ اللہ کا کرم ہے اور امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ صحت کے تحت بہت ہی جلد آنکھوں کے آپریشن کے کیمپ کی جگہ ہفتہ وار آپریشن کا پروگرام شروع ہوگا، تاکہ جو لوگ درمیان سال میں آنکھوں کا آپریشن نہیں کرا پاتے یا انہیں باہر جانا ہوتا ہے، وہ تمام لوگ بروقت بینائی کی نعمت سے بہرہ ور ہوسکیں، رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری جناب مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی صاحب کی کوشش ہے کہ بزرگوں کا لگایا یہ درخت انسانی خدمات میں پیش پیش رہے، اور ہمیشہ مثال قائم کرتا رہے، خدا اس ادارہ کو خوب ترقی دے۔ آمین

جسٹس پنا کی چندر گھوش نے لوک پال کے عہدے کا حلف لیا

نئی دہلی سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج پنا کی چندر گھوش کو ہفتہ کے روز ملک کے پہلے لوک پال کے طور پر حلف دلایا گیا۔ صدر رام ناتھ کووند نے راشٹر پتی بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں انہیں لوک پال کے عہدے کا حلف دلایا۔ اس موقع پر نائب صدر ایم وینکیا نائیڈو، وزیر اعظم نریندر مودی اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رنجن گوگوئی موجود تھے۔ جسٹس گھوش کو 19 مارچ کو ملک کا پہلا لوک پال مقرر کیا گیا تھا۔ مسٹر مودی، جسٹس گوگوئی، لوک سبھا اسپیکر سمترا مہاجن اور نامور قانون داں مکل روہتگی کی رکنیت والی سلیکشن کمیٹی نے جسٹس گھوش کو ملک کا پہلا لوک پال مقرر کئے جانے کی تجویز پیش کی تھی۔ لوک سبھا میں کانگریس کے لیڈر ملک ارجن کھڑگے کو کمیٹی میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا لیکن وہ میٹنگ میں حاضر نہیں ہوئے۔ جسٹس گھوش کی یہ تقرری سپریم کورٹ کی جانب سے اس کے لئے مدت کار مقرر کر دیے جانے کے بعد کی گئی۔ جسٹس گھوش نے تمل ناڈو کی سابق وزیر اعلی جے جے للتا کی قریبی ساتھی ششی کلا کو بدعنوانی کے معاملے میں سزا سنائی تھی۔ انہوں نے آٹھ مارچ 2013 کو سپریم کورٹ میں جج کے طور پر اپنی خدمات شروع کی تھیں اور 27 مئی 2017 کو سپریم کورٹ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ وہ جون 2017 سے قومی انسانی حقوق کمیشن کے رکن ہیں۔ اس سے قبل وہ آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی رہ چکے ہیں۔ لوک پال کے انتخاب کے لئے کمیٹی کی جانب سے 10 ناموں کی فہرست میں جسٹس گھوش کا نام شامل تھا۔ (یو این آئی)

بہار این ڈی اے میں مسلم امیدواروں کو نہیں ملی مناسب جگہ

بہار میں اس مرتبہ لوک سبھا انتخاب (2019) میں قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) کی صرف ایک حلیف جماعت جنتا دل یونائیٹڈ) جے ڈی یو (نے ایک سیٹ پر مسلم کمیونٹی سے امیدوار کھڑا کیا ہے وہیں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) نے تو اپنے مقبول مسلم چہرہ مانے جانے والے سابق مرکزی وزیر سید شاہنواز حسین کو ریاست کے کسی بھی سیٹ سے امیدوار کا اہل نہیں سمجھا۔ این ڈی اے کی بہار کی 40 میں سے 39 لوک سبھا سیٹوں کے لئے جاری امیدواروں کی فہرست میں جے ڈی یو نے سال 2019 کے لوک سبھا انتخاب میں اپنے کوٹے سے صرف ایک سیٹ کشن گنج سے مسلم کمیونٹی کے مسٹر محمود اشرف کو امیدوار بنایا ہے۔ اس سے قبل سال 2009 کے عام انتخاب میں جے ڈی یو نے کشن گنج سیٹ سے ہی مسٹر اشرف کو ٹکٹ دیا تھا۔ (روزنامہ عوامی نیوز ۲۴ مارچ ۲۰۱۹ء)

کسی پر سوچ سمجھ کر الزام لگائیں: ڈی ایم

پٹنہ کے ڈی ایم کمار روی نے لوک سبھا عام انتخاب کے پیش نظر کہا ہے کہ کسی پارٹی یا امیدوار کو ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جو مختلف ذاتوں اور مذہب زبان اور فرقوں کے درمیان اختلافات کو بڑھائے یا نفرت کے ماحول کو پیدا کرے یا تناؤ پیدا کرے، جب دیگر سیاسی پارٹیوں کی تنقید کی جائے تو ان کی پالیسیوں پروگرام اور قبل کے ریکارڈ ساتھ ہی کام تک ہی محدود ہونا چاہئے، یہ بھی ضروری ہے کہ ذاتی زندگی کے ایسے سبھی پہلوؤں کی تنقید نہیں کی جانی چاہئے جن کا رشتہ دیگر پارٹیوں کے لیڈروں یا کارکنان سے ہو ڈی ایم نے بتایا کہ ووٹ حاصل کرنے کے لئے ذات یا فرقہ وارانہ جذبات کی دہائی نہیں دی جانی چاہئے۔ مساجد، گرجا گھر، مندروں یا پوجا کے دیگر مقامات کا انتخابی تشہیر کے لئے منچ کی شکل میں استعمال نہیں کیا جانا چاہئے، سبھی پارٹی اور امیدواروں کو ایسے سبھی کاموں سے ایمانداری کے ساتھ بچنا چاہئے جو انتخابی ضابطہ کے تحت غلط طرز عمل اور جرم ہے۔ (روزنامہ عوامی نیوز ۲۶ مارچ ۲۰۱۹ء)

بقیات

بقیہ بیسویں صدی میں.......... یوپی اسمبلی میں فرقہ پرستوں کا اثر 1967 سے رہاہے، بھارتیہ جن سنگھ کوانیس سوسڑسٹھ میں 98 سیٹیں، انیس سوانہتر میں 49 اورانیس سوچوہتر میں 61 سیٹیں ملی تھیں، انیس سوستہتر میں جن سنگھ جنتا پارٹی میں ضم ہوگئی تھی اورانیس سوستہتر میں جنتا پارٹی کو 352 سیٹیں ملی تھیں، انیس سو اسی میں جن سنگھیوں نے ہی بھارتیہ جنتا پارٹی کے نام سے نئی پارٹی بنائی تھی، انیس سواسی میں بی جے پی کو گیارہ اورانیس سو چوراسی میں سولہ سیٹیں ملی تھیں، چونکہ جنتا دل کو یوپی اسمبلی میں واضح اکثریت نہیں ملی تھی، لال کرشن اڈوانی کی گرفتاری کے بعد بی جے پی سے اتحاد ختم ہو چکا تھا، کانگریس کوشکست دینے کے لیے جنتا دل نے بی جے پی سے اتحاد کرکے الیکشن لڑا تھا، شایدان کو یہ امید تھی کہ بی جے پی کے ہمارے ساتھ رہنے سے صحیح معنوں میں وہ جنتا پارٹی بن جائے گی مگر بی جے پی تو دن بدن اور سخت ہوتی جارہی تھی اور جنتا دل کی صحبت سے جوانرجی اسے ملی تھی اس کو وہ اکثریت کواقلیت سے لڑانے اور ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کوختم کرنے میں لگارہی تھی اور آج بھی وہ یہی کام کررہی ہے، انیس سونوے میں بھاجپائیوں نے بابری مسجد شہید کرنے کی کوشش کی، مگراس وقت کے وزیراعلی ملائم سنگھ نے ان کی اس کوشش کوناکام کردیا، جنتا دل میں انتشار اور بی جے پی کے ماحول خراب کردینے کی وجہ سے تقریبا دوسال بعد ہی ۱۹۹۱ میں یوپی اسمبل کے وسط مدتی انتخابات کی ضرورت پیش آ گئی، ۱۹۹۱ کے اسمبلی انتخابات میں بی جے پی کو ۲۲۱ سیٹیں ملیں اوراس طرح بی جے پی واضح اکثریت کے ساتھ حکومت میں آ گئی، جنتا دل کو ۲۹، کانگریس کو 46 اور بی اس پی کو بارہ سیٹیں ملی تھیں ،اگراس وقت یوپی کے مسلمانوں نے متحد ہوکر جنتا دل کو ووٹ دیا ہوتا تو شاید صورت حال کچھ اور ہوتی، بابری مسجد کوشہید کرنے کا منصوبہ بنایا گیا، یوپی میں کلیان سنگھ کی قیادت میں بی جے پی کی حکومت تھی جب کہ مرکز میں بی جے پی نواز کانگریسی لیڈر نرسمہاراؤ وزیراعظم تھے۔ لاکھوں کی شدت پسند ہندؤں کی بھیڑ بابری مسجد کے اردگرد جمع ہوگئی اور چھ دسمبرانیس سو بانوے کوانہوں نے تین سوپینسٹھ سالہ قدیم بابری مسجد کو زمیں بوس کردیا، بابری مسجد کی شہادت سے ناراض مسلمانوں نے احتیاج کیا توانہیں سینوں پر گولیاں کھانی پڑیں، بابری مسجد کی شہادت کے بعد سے اب تک ہزاروں بے گناہ مسلمان رام مندر تحریک کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں۔

بقیہ کرپشن کے خاتمہ میںا سلام کا کردار.......... قرآن میں اللہ فرماتے ہیں: كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّين * وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْن *كِرَاماً كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ * إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ * وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْم *يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ *وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِيْن * (الانفطار: ۹تا ۱۶) (ہرگز ایسانہیں ہونا چاہئے۔ لیکن تم لوگ سزاوجزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ تم پر کچھ نگہبان (فرشتے) مقرر ہیں۔ وہ معزز لکھنے والے ہیں (ہر ہر عمل کونوٹ کرنے والے ہیں)۔ جوتمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔ یقین رکھو کہ (آخرت میں) نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہونگے۔ اور برے و بدکارلوگ ضرور دوزخ میں ہونگے۔ وہ اس (دوزخ) میں سزا و جزا کے دن داخل ہونگے۔ اور وہ اس سے غائب نہیں ہوسکیں گے)۔

دنیاوی اعمال پر حساب وکتاب کا یقین: اسلام کا تصور یہ ہے کہ اللہ نے دنیاوی زندگی کو صرف اچھے اور برے اعمال کی آزمائش کے لئے بنایا ہے۔ ارشادفرمایا:

"اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْر" (الملک: ۲) (اللہ ہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکے وہ تمہاراامتحان لے کہ تم میں کون سب سے اچھے عمل کرنے والا ہے)۔

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی اس وقت تک اپنے قدم نہیں ہلا سکے گا جب تک چار چیزوں کے بارے میں جواب نہ دے دے: جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کو کہاں خرچ کیا، عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ وہ کہاں گزاری، مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ وہ کیسے جمع کیا اور کہاں کہاں خرچ کیا، اور علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس پر کتنا عمل کیا۔

دنیا دا رالامتحان ہے : اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کی اصل زندگی اخروی زندگی ہے جو ہمیشہ ہمیش کی ہے، جبکہ دنیاوی زندگی فانی ہے۔ دنیا دارالعمل اور دارالامتحان ہے اور آخرت اس کی جزاء ہے۔ اس لئے اپنے دلوں میں دنیا کی محبت کو نہ بسایا جائے بلکہ تمام اعمال میں آخرت ہی مطمح نظر ہو۔ قرآن کہتا ہے: "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى وَلاَ تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلا" (النساء: ۷۷) (اے نبی کہہ دیجئے! دنیاوی نعمتیں تو چندروزہ ہیں، لیکن آخرت بہت بہتر ہے اس کے لئے جو تقوے والا ہو، اور (اللہ کے یہاں کسی پر) دھاگے کی برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے نزدیک دنیاوی نعمتیں ان نعمتوں کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں جن کو اللہ نے اخروی زندگی میں نیک عمل کرنے والوں کے لئے بنایا ہے۔ چنانچہ جس شخص کے دل میں اخروی زندگی کا یقین خدا کے حاضر وناضر ہونے پر ایمان اور آخرت میں اپنے ہر عمل کی جوابدہی کا احساس پیدا ہوجائے وہ کبھی بھی کسی کی حق تلفی کے بارے میں نہیں سوچ سکتا؛ بلکہ وہ تو حقوق العباد کی ادائیگی کو اپنا فرض منصبی جانے گا اور ان کی ادائیگی کو خدا کی خوشنودی کا ذریعہ بنائے گا۔ اسلام نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ آخرت میں حساب وکتاب کا تصور دیکر چھوڑ دیا ہو بلکہ انسان کے تمام اچھے برے اعمال اور جائز وناجائز کاموں کو پوری وضاحت سے بیان کیا ہے؛ تاکہ دنیاوی زندگی میں انسان جو بھی قدم اٹھائے وہ بہت سوچ سمجھ کر اٹھائے۔ چنانچہ بدعنوانی کے جو جو پہلو انسانی زندگی میں ہو سکتے تھے اسلام نے بڑی وضاحت سے انھیں بیان کیا ہے تاکہ انسان ان سے خود بھی بچ سکے اور دوسروں کو بھی اس سے بچا سکے۔

ائمہ مساجد کے لیے بیش قیمتی تحفہ؛ خطبات جمعہ

ائمہ مساجد کی تربیت، ان کی صلاحیت وخدمات کو قوم وملت کے لیے مفید سے مفیدتر بنانے اور انہیں ایک راہ عمل اور سمت سفر دینے کے لیے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے خطبات جمعہ کے نام سے ۸۹۶/صفحات کی ایک ضخیم کتاب تیار کی ہے، اس کتاب کے ذریعہ ائمہ مساجد زبان وبیان سے قوم وملت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچا سکتے ہیں، ان کی دینی، سماجی، معاشرتی وتعلیمی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں اور امت کی انفرادی واجتماعی زندگی پر زیادہ سے زیادہ اثر قائم کرسکتے ہیں، اس کتاب میں عقیدہ وعبادات، اصلاح معاشرہ، حالات حاضرہ، فرق باطلہ، اور مختلف دینی، ملی، سماجی، قومی تعلیمی، ومعاشرتی مسائل پر سلیس زبان میں مدلل ومحقق خطبات کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ائمہ مساجد کے لیے یقینی طور پر بہت ہی مفید ہوگا، مدارس کے علماء اور خطباء بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ ۸۹۶/صفحات کی اس ضخیم کتاب کی قیمت محض دوسو روپئے ہے، ائمہ کرام سے اپیل ہے کہ اس کتاب کو خرید کر اپنی مسجدوں میں ضرور رکھیں اور اپنے خطبات میں اس سے رہنمائی حاصل کریں، اہل خیر حضرات بھی صدقۂ جاریہ کے طور پر کتاب خرید کر مسجدوں میں رکھوا سکتے ہیں۔ کتاب مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف میں دستیاب ہے۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۷/۹۸/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ) شاہین پروین بنت محمد ربانی مقام ملکچھی ڈاکخانہ مکیلی تھانہ ڈگروہ ضلع پورنیہ۔ فریق اول۔ بنام محمد شاکر ولد محمد سلیمان مقام سوتی ٹولہ ڈاکخانہ وتھانہ ڈگروہ ضلع پورنیہ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ فریق اول کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں تقریبا چارسال سے گھر سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ ساعت ۲۸/شعبان ۴۰ھ مطابق ۲/مئی ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو اپنے گواہوں کے ساتھ دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۲۶/۷/۴/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول) شہیدہ خاتون بنت محمد انصارل خان مقام پیرگنج ڈاکخانہ نرہی تھانہ کشن پور ضلع سوپول۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد دلفاز خان ولد اشتاق خان مقام سیوپوری برورس ڈاکخانہ نرہرہی تھانہ کشنپور سوپول۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول شہیدہ خاتون بنت محمد انصارل خان نے آپ فریق دوم محمد دلناز ولد اشتاق خان کے خلاف دارالقضاء گودام ولی مسجد ضلع سوپول میں عرصہ چارسال سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۸/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۴/مئی ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان ثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۳/۶۸۲/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ راورکیلا اڈیشہ) ماجدہ خاتون بنت محمد عثمان، مقام کلنگا پوسٹ وتھانہ کلنگا ضلع سندر گڑھ۔ فریق اول۔ بنام۔ آفتاب عالم ولد قمرالدین انصاری مقام مجاہد نگر فقیر محلّہ چکر دھر پور ضلع مغربی سنگھ بھوم۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ماجدہ خاتون بنت محمد عثمان نے آپ فریق دوم آفتاب عالم ولد قمرالدین انصاری کے خلاف دارالقضاء راورکیلا میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور دوسرے تمام حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء کو دیں، اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۸/شعبان المعظم ۴۰ھ مطابق ۴/مئی ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۹/۱۸۸/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور دربھنگہ) شہناز خاتون بنت محمد کلام مقام شکر پور ڈاکخانہ بھرواری تھانہ سنگھوارہ ضلع دربھنگہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد خورشید ولد محمد مطیع الرحمٰن مقام سوکھاسن ڈاکخانہ سوما تھانہ پٹھان مارکیٹ ضلع سمستی پور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ بالا شہناز خاتون نے آپ کے خلاف عرصہ دراز سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادانہ کرنے کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواری دربھنگہ میں معاملہ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تاریخ ساعت ۲۵/شعبان المعظم ۴۰ھ مطابق ۳۰/اپریل ۱۹ء روز منگل کو دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواری مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ائمہ کرام کا مقام بلند اور ان کی خدمات عظیم ہیں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ میں ائمہ کرام کے خصوصی تربیتی اجتماع کے موقع پر حضرت امیر شریعت کا فکر انگیز خطاب

ضلع پٹنہ کے ائمہ مساجد کا ایک خصوصی تربیتی اجتماع امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں کانفرنس ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں مورخہ ۲۵/مارچ ۲۰۱۹ء کو صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں شریک ائمہ مساجد سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب کا آغاز اجتماع میں شریک ہونے والے علماء وائمہ کے شکریہ کے ساتھ کیا، آپ نے کہا کہ یہ میرے لیے اور امارت شرعیہ کے لیے بڑا خوشگوار موقع ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں ائمہ کرام یہاں جمع ہیں، اس سے ہمیں ایک دوسرے کے خیالات کو جاننے کا موقع ملے گا۔ اس کے بعد آپ نے ائمہ کرام کی اہمیت اور ان کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امام کی جو مرکزی حیثیت سماج میں ہے اس کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری ہم سب کی ہے، امام کے اصل مقام سے لوگوں کو واقف کرانے کی ضرورت ہے، مساجد کے منتظمین متولیان کو بھی امام کے مقام و مرتبے سے واقف ہونا چاہئے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہئے ہم عنقریب مناسب وقت میں مسجد کے ذمہ داروں کی بھی نشست بلائیں گے اور انہیں ائمہ کی خدمات کی قدر کرنے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کی ترغیب دیں گے۔ آپ نے ائمہ سے کہا کہ جو چیز انسانوں کے لیے نفع بخش ہوتی ہے وہ زمین پر جم جاتی ہے، اگر ائمہ کرام بھی عوام کے لیے اپنی نافعیت کو بڑھائیں گے تو منتظمین کے ساتھ ساتھ عوام کے دلوں میں بھی ہماری قدر اور اعتماد میں اضافہ ہوگا۔ عوام کے ساتھ ائمہ کرام کا رویہ ایسا ہونا چاہئے کہ وہ ان کو متاثر کر سکیں، ان سے متاثر نہ ہوں۔ ائمہ کرام کو چاہئے کہ عوام کی دینی ضرورتوں کو اپنے دماغ، زبان اور عمل سے پورا کریں۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور اللہ کے پیغام کو پہونچانے کے لیے تیاری کر کے تقریر کریں، مخاطب کی رعایت ضرور کریں لیکن اس کے چکر میں کلمہ حق کہنے سے گریز نہ کریں، بلکہ مناسب لب ولہجہ میں حکمت کے ساتھ حق بات لوگوں کو بتائیے، سخت اور جارحانہ انداز گفتگو سے گریز کیجئے۔ اپنے آپ کو موثر بنائیے، جہاں رہئے وہاں اپنا اعتماد پیدا کیجئے، اس ملک کے اندر امام کی حیثیت تہذیب کو باقی رکھنے والے کی ہے، اس لیے اسلامی تہذیب کو باقی رکھنا اور اس کے ساتھ اپنی زبان اردو کی حفاظت کرنا بھی امام کی ذمہ داری ہے، اپنے مقتدیوں کی دینی واخلاقی تربیت بھی ائمہ کرام کی ذمہ داری ہے۔ ائمہ کرام اپنے خطابات میں قرآن وحدیث کے حوالہ سے ایسے مسائل بیان کریں جن سے ہمارا دن رات سابقہ پڑتا ہے۔ آپ نے ائمہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ سے اپنا ربط مضبوط کیجئے، آپ سب امارت شرعیہ کے ذمہ دار فرد ہیں، آپ کی خیر میں امارت شرعیہ کی خیر مضمر ہے، آپ کی مضبوطی میں امارت شرعیہ کی مضبوطی ہے اور آپ اگر کمزور ہوں گے تو امارت شرعیہ کمزور ہوگی۔ اس لیے اپنی اپنی سطح سے امارت شرعیہ کے مضبوط نمائندے اور ترجمان بن کر رہئے۔ ان شاء اللہ امارت شرعیہ بھی آپ کے ساتھ ہر موقع پر کھڑی رہے گی۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے خطاب میں نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسلوں کے اخلاقی بگاڑ پر بھی ائمہ کرام کو دھیان دینے کی ضرورت ہے، ائمہ کرام نئی نسل کی دینی ذہن سازی کی بھی کوشش کریں، اسکول میں پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا انتظام کریں، غریب اور پسماندہ لوگوں، جھگی جھوپڑیوں میں رہنے والوں اور سلم بستی میں رہنے والوں کی دینی تعلیم وتربیت کی بھی فکر کرنی چاہئے۔ رمضان المبارک میں تحریک کے طور پر قرآن کریم سے جڑنے کی مہم چلائیں، اسکولوں میں گرمی کی چھٹی ہو رہی ہے، چھٹی کے دنوں میں اسکول کے بچوں اور بچیوں کے لیے مختصر نصاب تیار کیجئے اور ان کی ضروری تعلیم کا انتظام کیجئے۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ منصب امامت کی فضیلت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے قرآن میں اصول بنا دیا کہ ظلم کرنے والوں کو امامت کا منصب نہیں دیا جائے گا، اس لیے ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ظلم سے پاک ہوں، خاص وہ ظلم اپنے خاندان اور اہل خانہ کے ساتھ ہو، مقتدیوں کے ساتھ ہو، یا عوام کے ساتھ ہو۔ امام کا سماج کے ساتھ اچھا معاملہ ہو، شریعت کے احکام کی طرف لوگوں کی رہنمائی کریں، مسجد کے منبر و محراب سے ایسی بات نہ کریں جو آپسی انتشار کا باعث بنے، مساجد کے دائرہ کار کو بڑھائیں اور اس کا استعمال تعلیم کی ترویج واشاعت اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے بھی کریں۔ اوالحمد للہ ائمہ کرام یہ کام کر رہے ہیں۔ راقم السطور (مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ) نے کہا کہ ائمہ کرام کی ذمہ داری ہے کہ مسجد کے اندر کے لوگوں کے ساتھ ساتھ سماج کا جو طبقہ مسجد کے باہر ہے اس کے دین وایمان کی بقاء اور تحفظ کی بھی فکر کریں۔ انہوں نے ائمہ کرام سے اپنے ابتدائی خطاب میں امارت شرعیہ کے قیام کے پس منظر اور اس کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی اور امارت شرعیہ کی مختلف میدانوں میں کی جارہی سرگرمیوں سے ائمہ کرام کو واقف کرایا۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں جمعہ کے دن کی جانے والی تقریروں کو موضوع گفتگو بنایا اور کہا کہ یہ جو بیس پچیس منٹ کا وقت ہوتا ہے یہ بہت اہم ہے اس وقت میں ائمہ کرام بہت اہم پیغام امت کو دے سکتے ہیں۔ اس لیے پہلے سے موضوع متعین کر لیں، اس کے مطابق تیاری کریں اور قرآن وحدیث کے حوالوں سے اپنے خطاب کو مزین کریں، مثبت انداز میں گفتگو کریں منفی انداز کی گفتگو کم کریں، تقریر مطالعہ کر کے کریں اور اپنی تقریر میں کسی کی تنقیص نہ کریں۔ مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ علماء اور ائمہ کو عالمانہ شان اور داعیانہ کردار کے ساتھ رہنا چاہئے، اس سے باتوں میں اثر پیدا ہوگا، دوسروں کی اصلاح کے لیے پہلے خود کے اندر اچھے اوصاف پیدا کرنے ہوں گے، انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات اور زمانے سے آگہی بھی ائمہ کرام کے لیے ضروری ہے، سماج میں موجود خرابیوں اور برائیوں پر بھی ائمہ کرام کی نظر ہونی چاہئے اور اس کو دور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ نے ائمہ کرام کے اوپر مقتدیوں کے حقوق کے تعلق سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ائمہ کرام اپنے حلقہ کے عوام کے تعلق سے اللہ کے نزدیک جواب دہ ہیں، مقتدیوں کے مفاد ومصالح کا تحفظ ائمہ کرام کے لیے ضروری ہے۔ اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا نہ ہو، اپنے اخلاق وکردار سے مقتدیوں کی اصلاح کی فکر کریں، ساتھ ہی مقتدیوں کو وضو، غسل، طہارت اور نماز کے مسائل بتانا بھی امام کی ذمہ داری ہے۔ مولانا محمد عالم قاسمی کنوینر تنظیم ائمہ مساجد وامام وخطیب جامع مسجد دریاپور نے کہا کہ سارے محکموں میں ٹریننگ کا نظم ہوتا ہے، یہ اچھی بات ہے کہ امارت شرعیہ نے ائمہ کرام جو کہ معاشرہ کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی تربیت کا اجتماع کیا ہے، یہ بہت مفید کوشش ہے اس کو مستقل ہونا چاہئے تاکہ اکابر کے تجربات اور ان کی باتوں سے ائمہ کرام کو رہنمائی مل سکے۔ انہوں نے ائمہ سے کہا کہ اللہ سے اپنے رشتہ کو مضبوط کریں، اپنے علم اور مطالعہ میں اضافہ کرتے رہیں اور عوام سے مستغنی بن کر رہیں اس سے اللہ تعالیٰ عوام کے دلوں میں آپ کے لیے وقعت پیدا کرے گا۔ مولانا عظیم الدین رحمانی نے کہا کہ ائمہ کرام کو اپنے مقتدیوں کے طبیعت اور رویہ کا خیال رکھنا چاہئے، ان کے خوشی اور غم کے موقع پر شریک ہونا چاہئے اس سے عوام میں ان کی مقبولیت بڑھے گی۔ مولانا ایوب نظامی ناظم مدرسہ صوت القران خطیب جامع مسجد دراوی لین دانا پور نے کہا کہ ائمہ کرام سے رابطہ کے سلسلہ جو محنت ہو رہی ہے اس کا اثر اچھی طرح ظاہر ہو رہا ہے، انہوں نے ائمہ کرام سے کہا کہ عوامی تقریروں کے علاوہ معاشرہ کی بعض خرابیوں کی طرف خصوصی مجلسوں میں توجہ دلائیں، انہوں نے امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک کو مساجد کے ذریعہ پھیلانے پر بھی زور دیا۔ مولانا غلام اکبر صاحب سکریٹری تنظیم ائمہ مساجد وامام وخطیب جامع مسجد مراد پور نے کہا کہ اس طرح کے اجتماعات موقع بہ موقع ہوتے رہنا چاہئے، اس سے بڑا فائدہ ہوگا، انہوں نے ائمہ کو متوجہ کیا کہ اپنی اپنی مسجدوں سے امارت شرعیہ کی ممبر سازی کا کام گاہے بگاہے کرتے رہیں۔ مساجد کے ممبروں سے اس بات کی بھی ترغیب وتلقین ہونی چاہئے کہ امارت شرعیہ کے دارالقضاء سے جو فیصلے ہوں اس کو سب لوگ دل سے قبول کریں۔ مولانا ظہیر رحمانی امام مسجد جامن گلی نے امارت شرعیہ کے رابطہ کو عوام سے مزید مضبوط کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی ملک پر حالات آتے ہیں امارت شرعیہ آگے بڑھ کر قوم وملت کی رہنمائی کرتی ہے، ائمہ کرام کی رہنمائی کے لیے امارت شرعیہ کی یہ کوشش بہت مستحسن ہے۔ انہوں امیر شریعت سے گذارش کی کہ مساجد کے صدر اور سکریٹری کے ساتھ بھی اس طرح کی تربیتی نشستیں ہونی چاہئیں۔ اس اجتماع کی نظامت راقم (محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ) نے کی، اجتماع کا آغاز مولانا اشتیاق احمد قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ نے بارگاہ سالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، اخیر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا، اس اجتماع میں ضلع پٹنہ کے ائمہ مساجد اور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اس اجتماع کو کامیاب وبامقصد بنانے میں جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، جناب مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین، مولانا ارشد رحمانی صاحب آفس انچارج، جناب مولان انظار عالم قاسمی، مولانا عبد اللہ جاوید ثاقبی، مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا شاہنواز احمد مظاہری، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا احمد سجادی، مولانا ضیاء الحق قاسمی، جناب عرفان صاحب، جناب قیام الدین صاحب، جناب سید خبیب صاحب ودیگر کارکنان وذمہ داران امارت شرعیہ نے اہم رول ادا کیا۔

ڈاکٹر احمد اشفاق کریم کی اہلیہ کا انتقال، خانقاہ رحمانی میں ایصال ثواب

معروف دانشور اور سیاسی وملی رہنما، کٹیہار میڈیکل کالج اور الکریم یونیورسٹی کے بانی اور رکن پارلیمنٹ جناب احمد اشفاق کریم صاحب کی اہلیہ نزہت نسرین کا طویل علالت کے بعد ۲۹/مارچ ۲۰۱۹ء کو دہلی کے ایک اسپتال میں انتقال ہوگیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے نے انکے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ان کی اہلیہ محترمہ کا ڈاکٹر احمد اشفاق کریم صاحب کی زندگی کے کامیاب مشن کٹیہار میڈیکل کالج کے قیام کی جدوجہد میں بھر تعاون حاصل رہا، انکی حوصلہ افزائی نے ڈاکٹر صاحب کو کامیابی کے بام عروج پر پہونچایا، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے ڈاکٹر احمد اشفاق کریم اور مرحومہ کے تمام رشتہ داروں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے، اور مرحومہ کے لیے مغفرت کی دعاء فرمائی ہے۔ امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ودیگر ذمہ داران امارت شرعیہ نے بھی مرحومہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور ان کے لیے مغفرت وبلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر واستقامت کی دعا کی۔ اس موقع پر جامعہ رحمانی میں خانقاہ مونگیر میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کے لیے ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا گیا، جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین اور درود شریف کی مجلس کی مناسبت سے خانقاہ رحمانی تشریف لانے والے معزز مہمانوں نے شرکت کی۔

مولانا سعید وستانوی اور حاجی نظام الدین کے انتقال پر ناظم امارت شرعیہ کا اظہار تعزیت

معروف عالم دین، خادم القران حضرت مولانا غلام محمد وستانوی رئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر کے بڑے صاحبزادے مولانا سعید وستانوی کا مورخہ ۲۷/مارچ ۲۰۱۹ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ! مولانا سعید وستانوی کئی سالوں سے صاحب فراش تھے اور ان کا مسلسل علاج جاری تھا، ۲۷/مارچ کی شام انہوں نے اکل کوا کے السلام اسپتال میں آخری سانس لی، ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اور دیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ نے مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ان کے لیے مغفرت وبلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے، قارئین نقیب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔ علمی ودینی حلقوں کے لیے یہ خبر بھی رنج وغم کی ہے کہ مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی، ضلع مغربی چمپارن کے ناظم حاجی نظام الدین صاحب بھی اللہ کو پیارے ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے حاجی صاحب کے انتقال پر بھی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعاء مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے، امارت شرعیہ میں ان تینوں مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

Volume:57/67,Issue:13 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

جنہوں نے آئینہ رکھا نہ سامنے اپنے
وہ لوگ آئینہ ہم کو دکھانے آئے ہیں
(محمد فاروق اعظم انصاری)

کرپشن کے خاتمہ میں اسلام کا کردار

مولانامحمد عبد اللہ بن شمیم ندوی

عہد حاضر میں انسانیت کے لئے جو مسائل زیادہ پیچیدہ ہو گئے ہیں، ان میں سب سے اہم بدعنوانی اور کرپشن کا مسئلہ ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے آج پورا انسانی معاشرہ پریشان ہے۔ وہ اس دلدل سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہے لیکن اس سے باہر نکلنے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔ معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کرنے والی اس مہلک بیماری کا کوئی علاج دنیا کے پاس نہیں ہے۔ آج شاید ہی کوئی انسان ہو جسے دانستہ یا نادانستہ رضا یا مجبوری سے بدعنوانی اور کرپشن میں ملوث نہ ہونا پڑتا ہو۔ خاص کر ہمارے ملک ہندوستان میں بدعنوانی کے تناسب میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، جو ہمارے ملک کو دنیا کے بڑے بدعنوان ملکوں کی صف میں کھڑا کرتا ہے۔

ملک کی بد ترین صورتحال: اس وقت ملک کی صورت حال کس قدر خراب ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ آج ملک کی ۹۶ فیصد عوام اپنے جائز کاموں کے لئے بھی رشوت دینے پر مجبور ہیں۔ حکومت کا کام عوام کی فلاح و بہبود ہے، لیکن ہمارے سرکاری محکموں کا حال یہ ہے کہ وہاں اپنا کام کرانے کے لیے ۵۲/ فیصد لوگوں کو مجبوراً رشوت دینا پڑتی ہے۔ محکمہ قانون کی صورتحال اس سے بھی زیادہ خراب ہے، یہاں کرپشن کی شرح ۶۲/ فیصد ہے۔ اسی طرح ملک کے ۶۰ فیصد لوگ ٹریفک پولیس کو رشوت ادا کرتے ہیں، یہ رقم سال میں ۱۵۰۰/ کرُوڑ روپے تک پہونچ جاتی ہے۔ محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت میں ہونے والی بدعنوانیوں کا یہ حال ہے کہ یہاں ہر قدم پر عوام کا استحصال کیا جاتا ہے اور بے چاری عوام کو چار و ناچار اس میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔ ان دونوں محکموں میں ہونے والی بدعنوانی کی رقم سال میں سوا تین لاکھ کرُوڑ تک پہنچ جاتی ہے، جو ہمارے دفاعی اور رفاہی بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔

اگر ملک کی سیاست کی بات کریں تو یہاں ۸۷ فیصد سیاسی قائدین بدعنوان ہیں جبکہ ۱۳ فیصد ممبر پارلیمنٹ ایسے ہیں جن پر کوئی نہ کوئی فرد جرم عائد ہے۔ بدعنوانی کا گھن ملک کو کس طرح چاٹ رہا ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کی دولت کا بڑا حصہ کالے دھن کی شکل میں سوئیز بینکوں میں جمع ہے۔ جس کی مالیت ۲۵/ لاکھ کرُوڑ روپیے بتائی جاتی ہے، یہ رقم اتنی زیادہ ہے کے وزیر اعظم نے اپنے انتخابی ایجنڈے میں اس رقم کی واپسی کو ہی اہم مدعا بنایا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ رقم واپس آجائے تو ہر ہندوستانی کے حصہ میں ۱۵/ لاکھ روپے آئیں گے۔ ہمارے ملک میں جو رقم بدعنوانی کی نذر ہوتی ہے اس کا تخمینہ تین کھرب انیس ارب بہتر کرُوڑ پچاس لاکھ روپئے سالانہ لگایا گیا ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ حکومت نے کرپشن کے سد باب کے لئے اقدامات نہیں کئے۔ حکومت برابر اس کے خاتمہ کے لئے کوششیں کر رہی ہیں اور اس کے سد باب کے لئے سخت ترین قوانین بھی بنائے گئے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود حال یہ ہے ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ دراصل حکومتیں قوانین تو بنا لیتی ہیں لیکن ان کے نفاذ کے سلسلے میں وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتیں، جس کی وجہ سے ظالموں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور کمزوروں کا استحصال ہوتا رہتا ہے۔ حکومت کی اسی غلطی کی وجہ سے یہ بیماری کنٹرول سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں تک کے ہمارے عوام بھی ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ ہمارا ملک اس دلدل سے کبھی نہیں نکل پائیگا۔ غور کیجئے تو ان کا کہنا شاید درست بھی ہو، کیونکہ حکومتی سطح سے لیکر پرائیویٹ سطح تک اوپر سے نیچے تک پورا کا پورا نظام اس گندگی میں لت پت ہے، سب بے باک اور بے خوف ہو کر کمزوروں اور لاچاروں پر ظلم میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بدعنوانی کے اسباب: بدعنوانی یا کرپشن کی بہت سی وجوہات ہیں اس موضوع پر مطالعے کے بعد اس سے پیدا ہونے والے جو بنیادی اسباب سامنے آئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) اس بات پر یقین نہ ہونا کہ اللہ حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر (۲) اس بات پر یقین نہ ہونا کہ مرنے کے بعد ایک دائمی زندگی ہوگی۔ (۳) آخرت میں خدا کے حضور پیشی اور دنیاوی اعمال کے حساب و کتاب اور ان پر جزا و سزا سے بے خوفی (۴) مال کے بارے میں غلط تصور کہ یہ انسان کی ذاتی ملکیت ہے اور وہ اس کے معاملہ میں خود مختار ہے (۵) ضرورت مندوں پر مال خرچ کرنے پر ملنے والے اجر و ثواب اور بخل سے متعلق وعیدوں سے لاعلمی (٦) زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی چاہت (۷) حلال و حرام سے عدم واقفیت (۸) حقوق العباد سے لاعلمی (۹) سود (۰۱) شراب و جوا، اور دیگر نشہ آور چیزیں (۱۱) فحاشی (۲۱) لالچ (۳۱) خود غرضی و مفاد پرستی۔ (۴۱) مسابقت الی الشر۔

کرپشن کا علاج: بدعنوانی کے پیدا ہونے کے جو اسباب اوپر بیان کئے گئے ہیں ان کا حل اور علاج اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب اور تحریک کے پاس نہیں ہے، بدعنوانی دراصل حق تلفی کا دوسرا نام ہے، زندگی کے تمام شعبے اس سے متعلق ہیں اور کیونکہ اسلام میں بدعنوانی کا مفہوم بہت وسیع ہے، اسلام نے اسے صرف رشوت تک محدود نہیں کیا بلکہ حقوق العباد کے تمام شعبے اس میں شامل کئے ہیں۔ اس لئے اسلام اس کے سد باب میں ۱۰۰/ فیصد کامیاب رہا ہے۔

اس بیماری کی دوا صرف اسلام کے پاس ھے: یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس دنیا سے کرپشن کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس سے نکلنے کا کوئی ایسا راستہ نہیں دکھایا جائے جس پر چلنے کو ہر شخص تیار ہو جائے، اور ایسا کوئی پیغام نہ سنایا جائے جو خود لوگوں کے دلوں کی آواز ہو۔

بلاشبہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانوں کو کسی راہ پر تنہا نہیں چھوڑتا۔ وہ ان کا ہاتھ تھام کر انھیں ہر تنگ و تاریک راہ سے گزار لے جاتا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں اسلام ایک مکمل رہنما کی حیثیت سے موجود نہ ہو۔ لیکن یہ دنیا کی محرومی ہے کہ وہ اسلام کے آغوش میں آکر اپنے مسائل کو حل کرنے کے بجائے انھیں دردر لئے پھرتی ہے، جہاں اس کے مسائل سلجھنے کے بجائے مزید الجھتے چلے جاتے ہیں۔

جہاں تک بدعنوانی کے خاتمہ کا مسئلہ ہے تو اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اس ناگ کا سر کچل کر ہر اس سوراخ کو بند کرتا ہے جہاں سے اس کے سر نکالنے کا اندیشہ ہو، وہ اس مہلک بیماری کا نہ صرف مکمل علاج کرتا ہے بلکہ اس کو پیدا کرنے والے جراثیموں کی بھی نسل کشی کر دیتا ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اسلام کے پاس ایسا کونسا نظام ہے جو اس ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے؟

اسلام دلوں کی آواز ھے: اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کی سب سی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں کی آواز اور انکی فطرت ہے۔ وہ ان کے دلوں میں اتر کر ان میں ایسے خدا کا یقین پیدا کرتا ہے جو سارے عالم کا تن تنہا بادشاہ ہے۔ اسلام یہ یقین دلاتا ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہے سب کچھ خدا نے پیدا کیا ہے۔ کائنات کی ہر شے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا ہے، اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

ایک حاضر وناظر مالک کا یقین: اسلام انسان کے دلوں میں اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں وہ انسانوں کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے، اسے سب کے دلوں کا حال معلوم ہے، اس نے اپنے فرشتوں کو انسان کے ہر عمل اور احساس کو ریکارڈ کرنے کا کام سونپ رکھا ہے، اور ایک دن ہم سب کو مرنا ہے اور اس کے حضور پیش ہونا ہے، اس دن وہ ہمارے تمام اعمال کا ریکارڈ ہمارے سامنے پیش کریگا۔ ہمارا ہر وہ عمل جو ہم نے دن کی روشنی میں اور رات کے اندھیرے میں بر سر عام یا تنہائی میں کیا تھا، ہمارے سامنے اس کی ریکارڈنگ چلا دی جائے گی، جنت اور دوزخ کا فیصلہ انھی اچھے برے اعمال کی بدولت کیا جائے گا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)